22

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

26 ذُوالقعدہ تا 3 ذُوالحجہ 1445ھ / 4 تا 10 جون 2024ء

کامیابی کی شرائط

”اللہ کی راہ میں کام کرنے والے لوگوں کو عالی ظرف وفراخ حوصلہ ہونا چاہیے۔ ہمدرد خلائق اور خیر خواہ انسانیت ہونا چاہیے۔ کریم النفس اور شریف الطبع ہونا چاہیے۔ خوددار اور خوگرِ قناعت ہونا چاہیے۔ متواضع اور منکسر المزاج ہونا چاہیے۔ شیریں کلام اور نرم خو ہونا چاہیے وہ ایسے لوگ ہونے چاہئیں جن سے کسی کو شر کا اندیشہ نہ ہو اور ہر ایک ان سے خیر خواہی کا متوقع ہو۔ جو اپنے حق سے کم پر راضی ہوں اور دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دینے پر تیار ہوں۔ جو برائی کا جواب بھلائی سے دیں یا کم سے کم برائی سے نہ دیں۔ جو اپنے عیوب کے معترف اور دوسروں کی بھلائیوں کے قدرداں ہوں۔ جو اتنا بڑا دل رکھتے ہوں کہ لوگوں کی کمزوریوں سے چشم پوشی کر سکیں اور اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہ لیں۔ جو خدمت لے کر نہیں، خدمت کر کے خوش ہوتے ہوں۔ اپنی غرض کے لیے نہیں بلکہ دوسروں کی بھلائی کے لیے کام کریں۔ ہر تعریف سے بے نیاز اور ہر مذمت سے بے پرواہ ہو کر اپنا فرض انجام دیں اور اللہ کے سوا کسی کے اجر پر نگاہ نہ رکھیں جو طاقت سے دبائے نہ جا سکیں، دولت سے خریدے نہ جا سکیں مگر حق اور راستی کے آگے بے تامل سر جھکا دیں۔ جن کے دشمن بھی ان پر بھروسا رکھتے ہوں کہ کسی حال میں ان سے شرافت و دیانت وانصاف کے خلاف کوئی حرکت سرزد نہیں ہو سکتی۔ یہ دلوں کو موہ لینے والے اخلاق ہیں۔ ان کی کاٹ تلوار کی کاٹ سے بڑھ کر اور ان کا سرمایہ سیم و زر کی دولت سے گراں ہے۔ کسی فرد کو یہ اخلاق میسر ہوں تو وہ اپنے گردوپیش کی آبادی کو مسخر کر لیتا ہے اور اگر کوئی جماعت ان اوصاف سے متصف ہو اور پھر وہ کسی مقصد عظیم کے لیے منظم سعی بھی کر رہی ہو تو ملک اس کے آگے مسخر ہوتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو شکست دینے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔“

سید مودودی ؒ

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 241 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 35800 سے زائد، جن میں بچے: 15400، عورتیں: 11430 (تقریباً)۔ زخمی: 87000 سے زائد

اس شمارے میں

سیکولر یا اسلامی پاکستان؟
مرغوباتِ دنیا اور طلبِ آخرت
ایرانی صدر کا حادثہ اور نیتن یاہو کے وارنٹ
گر قبول افتد.....
عشرہ ذُوالحجہ کے فضائل
ذوالحجہ کے دس دنوں کے نیک اعمال

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1087

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصر واپسی اور صحرائے سینا میں نور نظر آنا

سُورۃُ القصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 29، 30

فَلَمَّا قَضٰی مُوۡسَی الۡاَجَلَ وَ سَارَ بِاَہۡلِہٖۤ اٰنَسَ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَہۡلِہِ امۡکُثُوۡۤا اِنِّیۡۤ
اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِخَبَرٍ اَوۡ جَذۡوَۃٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّکُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىہَا نُوۡدِیَ مِنۡ
شَاطِیَٔ الۡوَادِ الۡاَیۡمَنِ فِی الۡبُقۡعَۃِ الۡمُبٰرَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ اَنۡ یّٰمُوۡسٰۤی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۳۰﴾

آیت ۲۹: ﴿فَلَمَّا قَضٰی مُوۡسَی الۡاَجَلَ وَ سَارَ بِاَہۡلِہٖۤ﴾ ’’تو جب موسیٰ نے وہ مدت پوری کر دی اور وہ اپنے گھر والوں کو لے کر چلا‘‘
یہ سوچ کر کہ آٹھ دس سال کا عرصہ بیت جانے کے بعد قتل والا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہوگا‘ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اہل وعیال کے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہوئے۔

﴿اٰنَسَ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ نَارًا ۚ﴾ ’’تو اُس نے طور پہاڑ کے ایک جانب ایک آگ دیکھی۔‘‘

﴿قَالَ لِاَہۡلِہِ امۡکُثُوۡۤا﴾ ’’اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم لوگ (یہیں) ٹھہرو‘‘

﴿اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِخَبَرٍ﴾ ’’میں نے ایک آگ دیکھی ہے‘ شاید میں وہاں سے تمہارے لیے کوئی خبر لے آؤں‘‘
ممکن ہے آگ کی جگہ پر موجود کسی شخص سے مجھے راستے کے بارے میں کچھ یقینی معلومات مل جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھٹک کر غلط راستے پر چل پڑے ہوں۔

﴿اَوۡ جَذۡوَۃٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّکُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾﴾ ’’یا اس آگ سے کوئی انگارا (ہی لے آؤں) تاکہ تم تاپ سکو۔‘‘
اگر وہاں سے مجھے کوئی انگارا وغیرہ مل گیا تو اس سے ہم آگ جلا کر اس سرد رات میں اپنے لیے گرمی حاصل کر سکیں گے۔

آیت ۳۰: ﴿فَلَمَّاۤ اَتٰىہَا نُوۡدِیَ مِنۡ شَاطِیَٔ الۡوَادِ الۡاَیۡمَنِ فِی الۡبُقۡعَۃِ الۡمُبٰرَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ﴾ ’’تو جب وہ وہاں پہنچا تو اُسے ندا دی گئی وادی کے دائیں کنارے سے‘ بابرکت جگہ میں ایک درخت سے‘‘

﴿اَنۡ یّٰمُوۡسٰۤی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۳۰﴾﴾ ’’کہ اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں‘ تمام جہانوں کا پروردگار۔‘‘

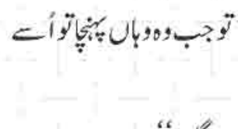

درس حدیث

جنت میں داخلے سے روکنے والی چیزیں

عَنۡ ثَوۡبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنۡ مَاتَ وَھُوَ بَرِیٌٔ مِنۡ ثَلَاثٍ اَلۡکِبۡرِ وَالۡغُلُوۡلِ وَالدَّیۡنِ دَخَلَ الۡجَنَّۃَ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص (یعنی بندہ مومن) تین باتوں سے بری ہوا وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ تکبر سے‘ خیانت سے اور مقروض ہونے سے۔‘‘

واقعتاً یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں مختلف مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت وعید سنائی۔ تکبر تو وہ بیماری ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ تکبر یہ بھی ہے کہ حق کو جھٹلایا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔ خیانت کے بارے میں بھی اتنی سخت وعید ہے کہ ایک موقع پر مال غنیمت سے کوئی معمولی چیز چھپانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کے بارے میں دوزخ کی وعید سنائی۔ جبکہ قرض کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شہید فی سبیل اللہ کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض کے۔ اللہ تعالیٰ ہر بندہ مومن کو ان تین برائیوں سے بچائے۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادار یہ

خورشید انجم

سیکولر یا اسلامی پاکستان؟

مملکت خداداد پاکستان کو قائم ہوئے ستتر (77) برس ہوا چاہتے ہیں۔ ایک ایسا ملک، جس کا قیام ہی خالص نظریاتی بنیاد پر کیا گیا تھا، اُس کے لیے اِس سے بڑا المیہ کیا ہوسکتا ہے کہ پون صدی گزر جانے کے بعد بھی فکری اور نظریاتی سطح پر انتہائی پُر اثر طبقات کی جانب سے اس خطۂ زمین کو حاصل کرنے کی وجۂ جواز پر سوال اٹھائے جارہے ہیں۔ آئے دن بھیس بدل بدل کر دانشور، تجزیہ نگار اور کچھ جدت پسند مذہبی سکالرز دعویٰ کر دیتے ہیں کہ بانیانِ پاکستان درحقیقت ایک سیکولر پاکستان چاہتے تھے۔ یہ تو کچھ مولویوں کی ''بددیانتی'' تھی کہ اسلام کو زبردستی ریاست کے ساتھ نتھی کرنے کی کوشش کی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان اسلام بے زار اور مغرب زدہ لوگوں کے سامنے جب قرآن وسنت اور دین کے دلائل رکھیں تو یہ انھیں ماضی کے قصہ کہانیاں کہہ کر سننے کو ہی تیار نہیں ہوتے۔ پھر یہ کہ تاریخی حقائق اور عدل پر مبنی تجزیہ پیش کیا جائے تو آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ ان کے منہ سے جھاگ اڑنے لگتا ہے اور اپنے نظریاتی حریف کو جاہل قرار دیتے ہوئے طعنہ دیتے ہیں کہ ملک آج بربادی کی جس نہج پر پہنچ چکا ہے اس کی وجہ تم مذہبی لوگ (مولوی) ہی ہو۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ پون صدی سے زائد کا عرصہ گزر چکا۔ ملک پر مستقل سیکولر حکمران ہی براجمان رہے ہیں۔ کبھی سویلین، کبھی فوجی اور کچھ عرصہ سے ہائبرڈ نظام کے تحت ملک کو چلانے والوں کے قول وفعل سے ظاہر وباہر ہے کہ پرکھنے کے تمام مُسلَّمہ معیارات کے مطابق وہ سیکولر لبرل نظریہ اور طرز حکومت کے حامی رہے ہیں۔ پھر مذہبی طبقہ پر طعن وتشنیع کرنا چہ معنی دارد؟ بہرحال ریکارڈ کی درستی کے لیے واجب ہے کہ ہم اصل حقائق کو قارئین کے سامنے رکھ دیں۔ عدل کا تقاضا ہے کہ تاریخ کے دریچوں میں جھانک کر فیصلہ کیا جائے کہ اقبال اور قائداعظم کا تصور پاکستان کیا تھا۔ مفکر ومبشر پاکستان علامہ محمد اقبال کے ذہن میں پاکستان کا دھندلا سا تصور بہت پہلے آ گیا تھا اور اس کے بنیادی خدوخال ان کی انقلابی شاعری میں جا بجا نظر آتے ہیں لیکن اس تصور کا شاید پہلا اور واضح اظہار انھوں نے 29 دسمبر 1930ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الٰہ آباد کے صدارتی خطبہ میں ان الفاظ میں کیا تھا: ''میں پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو متحد ہو کر ایک واحد ریاست کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں جس کی اپنی حکومت ہو خواہ سلطنت برطانیہ کے تحت یا اس سے الگ اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ متحدہ شمال مغربی مسلم ریاست کم از کم شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے تقدیر مبرم ہے۔''

اس ضمن میں یہ اعتراض، کہ علامہ اقبال نے تو ہندوستان کے اندر برطانیہ کی حکومت کے تحت ایک ریاست کی تجویز دی تھی، غلط ہے۔ اوّل تو 1930ء تک اس بات کا امکان ہی نظر نہیں آتا تھا کہ انگریز ہندوستان چھوڑ جائے گا۔ پھر اس وقت تجویز ہندوستان میں ہی مسلمانوں کے ایک صوبے یا سٹیٹ کی تھی جس میں مسلمان ہندوؤں سے الگ اپنے عقائد اور شناخت کو قومیت، کلچر اور زبانوں کے تھوڑے بہت فرق کے باوجود مل جل کر رہنے کے لیے قائم کریں۔ گویا دو قومی نظریہ کی توثیق کی گئی تھی۔ اسی لیے اقبال نے یہ کہا کہ ''لہٰذا میں ہندوستان اور اسلام کے بہترین مفاد میں ایک الگ مسلم ریاست کے بنانے کا مطالبہ کرتا ہوں۔'' مزید یہ بھی فرمایا کہ ''اسلام کے لیے یہ ایک موقع ہوگا کہ عرب ملوکیت کے تحت اس پر جو پردے پڑ گئے تھے ان سے چھٹکارا حاصل کر سکے اور اپنے قوانین، تعلیمات اور ثقافت کو اپنی اصل روح کے ساتھ عصر حاضر سے ہم آہنگ کر سکے۔'' اقبال کے ان دوٹوک کلمات کے باوجود بھی

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 ذوالقعدہ تا 3 ذوالحجہ 1445ھ جلد 33
4 تا 10 جون 2024ء شمارہ 22

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: خورشید انجم

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800

فون: 78-35473375 (042)

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700

فون: 03-35869501 فیکس: 35834000

nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)

انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اگر کوئی ''سیکولر، سیکولر'' کی رٹ لگانے پر بضد رہے تو پھر اس کا کیا علاج ہے۔

بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی بات کریں تو اُن کی قیام پاکستان سے قبل اور بعد میں کم وبیش ایک سو ایسی واضح تقاریر اور اقوال ہیں جن کے مطابق مملکت پاکستان کے قیام کی واحد وجہ جواز ''اسلام'' ہے۔ 11 اکتوبر 1947ء کو یعنی قیام پاکستان کے چند ماہ بعد قائداعظم نے سول، ملٹری اور ائیر فورس کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نئی قوم (مملکت) کے معماروں کی حیثیت سے اپنی اہلیت وصلاحیت کے اظہار کا سنہری موقع عطا فرمایا ہے اور دیکھنا ایسا ہرگز نہ ہو کہ دنیا یہ کہے کہ ہم اس عظیم کام کے اہل ثابت نہیں ہو سکے۔'' پاکستان کے ٹھیٹھ اسلامی تشخص کے حوالے سے قائداعظم محمد علی جناح کے چند دیگر اقوال کی شہ سرخیاں تبرکاً قارئین کی خدمت میں پیش ہیں:

6 جون 1938ء : ''مسلم لیگ کا جھنڈا نبی اکرم ﷺ کا جھنڈا ہے۔''

26 نومبر 1938ء : ''اسلام کا قانون دنیا کا بہترین قانون ہے۔''

8 اپریل 1938ء : ''ملت اسلامیہ عالمی ہے۔''

7 اگست 1938ء : ''میں اول وآخر مسلمان ہوں۔''

9 نومبر 1939ء : ''مغربی جمہوریت کے نقائص۔''

14 نومبر 1939ء : ''انسان خلیفۃ اللہ ہے۔''

9 مارچ 1940ء : ''ہندو اور مسلمان دو جداگانہ قومیں ہیں۔''

26 مارچ 1940ء : ''میرا پیغام قرآن ہے۔''

ایک اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے حقوق کا واویلا مچانے والوں کے لیے قائداعظم نے اپنے کئی خطابات میں یقین دہانی کرائی کہ اقلیتوں کو خوف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اسلام ان کے حقوق کو مکمل تحفظ دیتا ہے اور ان کے ساتھ پاکستان میں فراخدلانہ سلوک کیا جائے گا۔ اس ضمن میں 29 مارچ 1944ء کی ایک تقریر جو سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور میں شائع ہوئی اس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے: ''مسٹر جناح نے غیر مسلم اقلیتوں کو یقین دلایا کہ اگر پاکستان قائم ہو گیا تو ان کے ساتھ رواداری، انصاف اور فیاضی کا سلوک کیا جائے گا۔ اقلیتوں کو یہ حقوق قرآن نے دیے ہیں اور مسلمانوں کی تاریخ ان کو یہی سبق سکھاتی ہے۔ البتہ بعض استثنائی صورتوں میں ممکن ہے کہ بعض افراد نے بدسلوکی کی ہو'' جس ملک کا بانی اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے بھی معیار مغربی جمہوریت، سیکولرازم یا لبرل ازم کی بجائے قرآن اور مسلمانوں کی تاریخ کی روشن مثالوں کو قرار دیتا ہو (جن میں دورِ نبوی ﷺ اور خلافت راشدہ شامل ہیں) اس ملک کی بنیاد کو سیکولرازم قرار دینا صریحاً ظلم وزیادتی ہے۔ 11 اگست 1947ء کی تقریر کے حوالے سے تو ہم اتنا ہی کہیں گے کہ جس تقریر کے واحد راوی جسٹس منیر ہوں اور اس کا کوئی باقاعدہ ریکارڈ نہ ریڈیو پاکستان کے پاس موجود ہو، نہ آل انڈیا ریڈیو کے پاس، اس پر کلام لاحاصل ہے۔ یاد رہے کہ جسٹس منیر کی غلط بیانیوں پر برطانوی نژاد محقق سلینہ کریم نے دو کتابیں تحریر کیں اور سچی بات یہ ہے کہ تحقیق کا حق ادا کر دیا۔

بہرحال حقیقت یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد کے دو سال کے علاوہ پاکستان کی پون صدی کی تاریخ انتہائی تاریک ہے۔ سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر ظلم کا نظام نافذ رہا۔ اشرافیہ نے لوٹ مار میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ تمام اداروں خصوصاً سول اور ملٹری بیوروکریسی نے ذاتی اور گروہی مفادات کی خاطر ملکی مفاد داؤ پر لگا دیا۔ چھوٹے صوبوں اور مخصوص علاقوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کا معاملہ رہا۔ عوامی مینڈیٹ کو بار بار پامال کیا گیا اور نتیجتاً ملک کو 1971ء کا حادثہ پیش آ گیا۔ سود جیسے گناہِ اکبر، جسے قرآن اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ قرار دیتا ہے، اس میں ہم پون صدی سے ملوث ہیں اور آج حالت یہ ہو چکی ہے کہ آئی ایم ایف کا آہنی پٹہ ہماری گردن میں ہے جس کا شکنجہ روز بروز تنگ سے تنگ تر کیا جا رہا ہے اور ملک کی نظریاتی اساس اور سلامتی شدید ترین خطرے میں ہے۔ کشمیر جسے بانیٔ پاکستان نے ملکِ عزیز کی شہ رگ قرار دیا تھا اسے بھارت دبوچے ہوئے ہے اور ہماری حکومتیں متواتر اس معاملہ پر پسپائی اختیار کرتی جا رہی ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ اندر خانے اس کا بھی سودا کیا جا چکا ہے۔ قضیۂ فلسطین پاکستان کے ڈی این اے میں شامل تھا۔ 1940ء کو جب منٹو پارک میں قرارداد لاہور منظور کی گئی تو اسی دن اہلِ فلسطین کے حق میں بھی ایک قرارداد منظور ہوئی۔ پھر یہ کہ قائداعظم نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے، فلسطینی مسلمانوں کی عسکری مدد بھی کی جائے گی۔ آج شاید اس پالیسی پر بھی سیکولر اشرافیہ نے یوٹرن لے لیا ہے اور غزہ کے مسلمانوں کے خلاف آٹھ ماہ سے جاری مسلسل اسرائیلی درندگی اور نسل کشی کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانا تو ایک طرف، پاکستان میں فلسطینیوں کے حق میں مظاہرہ کرنے والوں پر بھی سخت ترین کریک ڈاؤن ہے۔ گویا پہیہ الٹا چل رہا ہے اور گاڑی کے ڈبے انجن کے آگے لگا دیے گئے ہیں۔ 28 مئی کو 'یومِ تکبیر' تو منایا گیا اور ملک بھر میں سرکاری چھٹی کا بھی اعلان کر دیا گیا لیکن وہ 'اسلامی بم' جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی کرم سے ایک معجزہ کی صورت میں عطا ہوا تھا، آج شاید ایک چلے ہوئے کارتوس کی مانند ہے۔ ان حالات میں ملت اسلامیہ پاکستان کا ہر فرد اپنی اصل ذمہ داریوں کو محسوس کر کے ان کو ادا کرنے کے لیے سرگرم عمل ہو جائے۔ یہ اب ناگزیر ہو چکا ہے کہ ہم پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی ایٹمی پاکستان کے سانچے میں ڈھالیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیکولرازم اور لبرل ازم کے دھوکے سے باہر نکلا جائے اور ہم سب اپنی ماضی کی کمزوریوں، کمیوں اور کوتاہیوں کی تلافی کرتے ہوئے پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے تن من دھن لگا دیں۔

اُٹھو وگرنہ حشر نہ ہو گا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

مرغوباتِ دنیا اور طلبِ آخرت

(سورۃ آل عمران کی آیات 14 تا 17 کی روشنی میں)

جامع مسجد قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ ﷾ کے 24 مئی 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، یہاں ہمارے لیے وسائل بھی رکھے اور ان کے استعمال کی ترغیب بھی دلائی۔ گھر اور خاندان کا نظام دیا اور کچھ چیزوں کی محبت بھی بندوں کے دل میں رکھ دی، ان محبتوں کی حکمت بھی ہے اور ضرورت بھی ہے تاکہ دنیا کا نظام چلتا رہے البتہ یہ عارضی معاملہ ہے، دنیا بھی عارضی ہے اور اس کی محبتیں اور ضرورتیں بھی عارضی ہیں۔ مستقل اور بہتر معاملہ آخرت کا ہے۔ اصل حکمت یہ ہے کہ انسان آخرت کی زیادہ فکر کرے۔ اسی حوالے سے سورہ آل عمران کی آیات 14 تا 17 میں توجہ دلائی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ﴾ ''مزین کردی گئی ہے لوگوں کے لیے مرغوباتِ دنیا کی محبت جیسے عورتیں اور بیٹے''۔ (آل عمران: 14)

زوجین میں اللہ نے مودّت اور رحمت رکھی ہے اور اسے اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی (من آیات اللہ) قرار دیا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عورتوں کی محبت کا ذکر کیا۔ کوئی شک نہیں ہے کہ مرد کے لیے عورت میں کشش رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں ایک جذبہ بھی رکھا ہے جس کو ہم خواہشِ نفس کہتے ہیں جس کی تکمیل کے لیے نکاح کا پاکیزہ راستہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور زنا کو حرام قرار دیا کیونکہ زنا کا راستہ تو بیماریوں کی طرف بھی لے جاتا ہے، گندگیوں کی طرف بھی لے جاتا ہے، انسانی زندگیوں کی تباہی، گھروں کی تباہی اور معاشرے کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ یعنی یہ کشش اور محبت اگر صحیح رخ پر نہ رہے تو گناہ اور اللہ کے عذاب کا باعث بنتا ہے۔ اس لحاظ سے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ((مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ)) ''میں نے اپنے بعد مَردوں کے لیے عورتوں کے فتنے سے زیادہ ضرر رساں فتنہ اور کوئی نہیں چھوڑا۔''

اس فتنہ سے بچنے کے لیے اللہ کے نبی علیہ السلام نے دعا بھی سکھائی ہے:

((اللھم انی اعوذبک من فتنۃ النساء)) ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں عورتوں کے فتنے سے۔''

مرد وزن کے مابین جو جذبہ، کشش اور محبت اللہ نے رکھی ہے اس کے لیے اللہ نے نکاح کا پاکیزہ راستہ عطا کیا۔ اس راستے پر چلیں گے تو یہ محبت صحیح رُخ پر رہے گی اور گھر بنیں گے، خاندان کا نظام چلے گا۔ اسی طرح اولاد کی محبت بھی رکھ دی گئی۔ اسی محبت کی وجہ سے بندہ گھر کا نظام چلانے

مرتب: ابوابراھیم

کے لیے محنت مزدوری کرے گا، کاروبار کرے گا، کوئی انجینئر بنے گا، کوئی ڈاکٹر بنے گا اور اس کے نتیجہ میں معاشرے کا نظام چلتا ہے۔ یعنی نکاح کی صورت میں گھر بنتے ہیں، معاشرے تعمیر ہوتے ہیں۔ معاشرے کو چلانے کے لیے ڈاکٹرز بھی چاہئیں، انجینئرز بھی چاہئیں، ہر فیلڈ کے لوگ چاہئیں تو یہ سب کہاں سے آئیں گے؟ ظاہر ہے یہ ثمرات نکاح سے ہی حاصل ہوں گے۔ پھر اولاد جوان ہوتی ہے تو بڑھاپے میں والدین کا سہارا بنتی ہے۔ لہٰذا یہ جو محبتیں گنوائی گئی ہیں ان کی اپنی ایک حکمت ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ﴾ ''اور جمع کیے ہوئے خزانے سونے کے اور چاندی کے اور نشان زدہ گھوڑے اور مال مویشی اور کھیتی۔'' (آل عمران: 14)

سونا چاندی، مویشی، فصل، اناج، جائیداد یہ سب چیزیں مال کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان میں اب کرنسی کا بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ اس مال کی محبت بھی انسان کے اندر رکھ دی گئی ہے اور اس کی ضرورت بھی انسان کو ہوتی ہے تاکہ زندگی کا نظام، معاشرے کا نظام چلتا رہے۔ دنیا کے معاملات کو چلانے کے لیے اس مال کو اللہ نے سبب بنایا ہے۔ ظاہر ہے مارکیٹس بنیں گی، تجارت ہوگی، محنت مزدوری ہوگی تو انسان کچھ کمائے گا اور اس کی ذاتی ضروریات بھی پوری ہوں گی، گھر کا نظام بھی چلے گا، معاشرے کا نظام بھی چلے گا۔ یہ ساری محبتیں، یہ ضرورتیں، یہ گھر کے معاملات، یہ بیوی بچوں کے معاملات، یہ کاروبار، نوکری، یہ سب چیزیں ضروری ہیں، ان میں حکمت بھی ہے کیونکہ اس دنیا کے معاملات کو اللہ تعالیٰ اسباب کے تحت چلا رہا ہے البتہ فرمایا:

﴿ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ﴾ ''یہ سب دُنیوی زندگی کا سروسامان ہے۔'' (آل عمران: 14)

متاع کیا ہے؟ دنیا کا ایک حقیر سا سامان۔ اس بات کو کئی اعتبارات سے سمجھایا گیا۔ عرب کی ایک مثال دی گئی کہ ایک کپڑا جو کہ ناپاک ہوگیا تھا، ایک خاتون نے دھو کر سوکھنے کے لیے لٹکایا۔ اب آپ غور کریں وہ کپڑا جو ناپاک ہے، اس کو جب دھویا جائے تو اس وقت بدبو آتی ہے پھر سوکھتا ہے تو وہ بدبو ختم ہوجاتی ہے۔ اس خاتون نے وہ کپڑا دھو کر سوکھنے کے لیے لٹکایا، ایک کوا آیا اور وہ کپڑا لے کر چلا گیا، وہ عورت چلائی میری متاع لے کر چلا گیا۔ یعنی حقیر سی چیز لے کر چلا گیا۔ یہاں سے بھی متاع کی حقیقت کو سمجھیں۔ یہ سارا دنیا کا معاملہ، یہ مال و اسباب، یہ دولت، خزانے، اور جائیدادیں بجا طور پر ایک حقیقت ہیں مگر اصل حقیقت نہیں ہیں۔ یہ اثاثہ ہیں مگر اصل اثاثہ نہیں

ہیں۔ یہ دنیا کی زندگی کا حقیر سا سامان ہے۔ اصل اثاثہ کیا ہے؟ فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿١٤﴾﴾ ''لیکن اللہ کے پاس ہے اچھا لوٹنا۔'' (آل عمران: 14)

ہم نے کتنے لوگوں کے جنازے پڑھے، کتنے لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا؟ کیا کفن میں کوئی جیب ہوتی ہے، کوئی سونا چاندی، روپیہ پیسہ، مال جائیداد ساتھ لے کر گئے؟ ہمارے سامنے کی بات ہے۔ البتہ ہمارا دین بڑا پیارا ہے۔ اس دین کے تابع ہو کر زندگی گزاریں گے تو ہمارا ہر عمل ہمارے لیے اثاثہ بن جائے گا، ہر مال و متاع ہمارے لیے بخشش کا ذریعہ بن جائے گا۔ شرط یہ ہے کہ ہم مکمل اسلام کے پیروکار بن جائیں، صرف نماز یا جمعہ کی دو رکعت، رمضان کے تیس روزے اور حج کے چند ایام نہیں بلکہ پورے دین میں داخل ہو کر، ہر معاملے میں اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا کر چلیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایمان کے بعد سب سے بڑی دولت، سب سے بڑی نعمت نیک بیوی ہے۔ اب بعض لوگ حسرت کرتے ہیں جی ہماری بیوی تو نیک نہیں ہے۔ اللہ کے بندو! خود نیک بنو گے تو بیوی بھی نیک بنے گی۔ خود دین پر چلو گے، دین کو ترجیح دو گے تو وہ بھی دین کو ترجیح بنائے گی۔ اسی طرح اولاد کے بارے میں حدیث میں ذکر ہے کہ جب بندہ مر جاتا ہے تو اس کا نامہ اعمال بند ہو جاتا ہے لیکن تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسرا نافع علم اور تیسرا نیک اولاد جو والدین کے لیے دعا کرنے والی ہو۔ اولاد کی جائز طریقے پر کفالت کریں، اس کو اللہ کی بندگی کی طرف لائیں محمد مصطفیٰ ﷺ کا سچا اُمتی بنائیں تو یہی اولاد ہمارے لیے ایک بڑا اثاثہ ہوگی، ہمارے مرنے کے بعد بھی ہمارے لیے دعا کرے گی، اجر کا باعث بنے گی۔ بصورت دیگر قرآن نے بتادیا: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ﴾ ''اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں'' (الانفال: 28)

بیوی بچوں، گھر والوں کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری ہو رہی ہو، ان کی خواہشات کی تکمیل کے لیے ذرائع آمدن میں جائز و ناجائز بھی نہ دیکھا جائے، اللہ کے احکامات توڑے جا رہے ہوں اور ہمارے چہرے کا رنگ بھی تبدیل نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ دین ہماری ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔ ایسی صورت میں جو کمایا وہ بھی فتنہ اور جن کو کھلایا وہ بھی فتنہ ہیں۔ البتہ اگر دین ترجیحات میں ہو، دین کے مطابق گھر والوں کی کفالت کریں، ان کی جائز حاجات کو جائز طریقے پر پورا کریں، ان کو دین کا پیروکار بنائیں تو وہی گھر والے ہمارے لیے صدقہ جاریہ اور آخرت کا اثاثہ بن جائیں گے۔ اسی طرح مال کے بارے میں بھی آخرت میں سوال ہوگا: کہاں سے کمایا، کہاں خرچ کیا؟ حرام ذرائع سے کمایا تو وہی مال جہنم کا انگارہ بن جائے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حرام سے پلا ہوا جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ لیکن حلال ذرائع سے کمائیں گے تو وہی کمائی آخرت کا خزانہ بن جائے گی۔ حلال رزق کمانے والے کے بارے میں حدیث میں فرمایا:

((الکاسب حبیب اللہ)) ''رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔''

بہر حال یہ دنیا کی محبتیں دنیا کی ضرورت ہیں، ان میں حکمت بھی ہے مگر یہ انسان کا اصل اثاثہ نہیں ہیں۔ اصل اثاثہ کچھ اور ہے جس کی فکر سب سے بڑھ کر کرنی چاہیے۔ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ﴾ ''ان سے کہیے کہ کیا میں تمہیں بتاؤں ان تمام چیزوں سے بہتر شے کون سی ہے؟'' (آل عمران: 15)

اللہ کے نبی علیہ السلام کے ذریعے ہمیں سمجھایا جا رہا ہے کہ جس دنیا میں تم نے دل لگا رکھا ہے، جس دنیا کو تم نے مطلوب بنا لیا ہے اور جس کے پیچھے تم دوڑے چلے جا رہے ہو اس کے مقابلے میں وہ بہتر ہے جو اللہ کے پاس ہے۔ وہ کیا ہے؟ آگے فرمایا:

﴿لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ ''جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ایسے باغات ہیں جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے'' (آل عمران: 15)

خوفِ خدا دل میں ہو، اللہ کی نافرمانی سے بچتے بچتے زندگی گزارے اور دنیوی رویے، تعلقات، معاملات، محبتیں اور نفرتیں اللہ کے دین کے تابع ہوں۔ پورے کے پورے دین پر عمل ہو، درمیان والا، منافقت والا رویہ بھی نہیں چلے گا کہ جتنا دین اچھا لگا اس پر عمل کر لیا باقی چھوڑ دیا۔ اللہ کے نزدیک اطاعت کرنے والا اور نافرمانی کرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ انسان کا عمل، کردار، اس کا طرز زندگی بتا دیتا ہے کہ وہ کتنا دین پر عمل پیرا ہے۔ اللہ کی جنت اتنی سستی نہیں ہے، جان لگائے بغیر، محنت کیے بغیر مہینے کی تنخواہ نہیں ملتی تو بغیر عمل کے جنت کیسے مل جائے گی۔ تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ ہر لمحہ انسان اللہ سے ڈرتا رہے، اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہے تو ایسے لوگوں کے لیے جنت کی خوشخبری ہے جس کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ سورہ محمد میں چار قسم کی نہروں کا ذکر ہے۔ صاف و شفاف پانی کی نہریں جن کا رنگ اور ذائقہ کبھی تبدیل نہیں ہوگا۔ اسی طرح صاف شفاف دودھ کی نہریں، شہد کی نہریں اور پاکیزہ شراب کی نہریں۔ پھر نہر کوثر کا ذکر بھی حدیث میں آیا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کا مشروب برف سے زیادہ ٹھنڈا، دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے عمر! اس نہر سے بڑے بڑے پرندے پی رہے ہوں گے جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی اور ایمان والوں کو بھی پلایا جائے گا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ پرندے کتنے مزے میں ہوں گے۔ فرمایا: ''اے عمر! سوچو ان پرندوں کا گوشت جو اہل ایمان کھائیں گے تو وہ کتنے مزے کریں گے۔''

زیر مطالعہ آیات میں آگے فرمایا:

﴿وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ﴾ ''اور ان کے لیے بڑی ہی پاک عورتیں ہوں گی۔'' (آل عمران: 15)

مفسرین نے فرمایا کہ اگر دنیا میں بیوی نیک تھی لیکن شوہر بدکار تھا تو اللہ تعالیٰ بیوی کو جنت میں نیک مرد عطا فرمائے گا، اگر مرد نیک تھا اور بیوی نافرمان تھی تو اس مرد کو نیک بیوی عطا فرمائے گا۔ اگر دنیا میں شوہر اور بیوی دونوں نیک ہوں تو اللہ تعالیٰ جنت میں دونوں کو ملا دے گا۔ جنت میں کوئی شر نہیں ہوگا، کوئی منفی بات، بری بات نہیں ہوگی۔ دنیا میں تو نماز پڑھ کر باہر نکلو تو طرح طرح کی برائیاں سامنے آ جاتی ہیں لیکن جنت پاکیزہ مقام ہے، وہاں سب کچھ پاکیزہ ہوگا۔ ہم میں سے کتنے لوگ فکر مند ہیں کہ ہم اور ہمارے گھر والے جنت میں ساتھ ہوں، ہم میں سے کتنے لوگ فکر مند ہیں کہ کل قیامت کے دن ہمیں ذلت نہ اٹھانی پڑے، ہم میں سے کتنے لوگوں کو یقین ہے کہ دنیا عارضی اور فانی ہے جبکہ آخرت دائمی ہے۔ کیا ہمارا طرز عمل یہ ثبوت پیش کر رہا ہے کہ ہم آخرت کے طلبگار ہیں؟ میں کن لوگوں کو اولاد کے سامنے رول ماڈل بنا کر پیش کرتا ہوں، دنیا پرستوں کو یا آخرت کے طلب گاروں کو؟ وہی میں اپنی اولاد کی تربیت کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کا طلب گار بنائے۔ قرآن میں جنتی گھرانوں کا ذکر بھی آیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ ''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ان کی پیروی کی ایمان کے ساتھ' ہم ملادیں گے ان کے ساتھ ان کی اس اولاد کو'' (طور:21)

آج بچے کی انگلش کمزور ہے تو ٹینشن ہے، بچے کا ایمان کمزور ہے، نماز کمزور ہے تو اس پر بھی کوئی ٹینشن ہے؟ گھر میں ڈاکہ پڑ گیا، کوئی چیز غائب ہوگئی تو پریشانی ہے، اولاد کا ایمان لٹ گیا، دین گھر سے چلا گیا اس کی بھی کوئی فکر ہے؟ جبکہ جنتی گھرانوں کی نشانی یہ بتائی کہ ان کے ہاں اوّلین ترجیح ایمان ہوگا۔ آگے فرمایا:

﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ﴾ ''اور (سب سے بڑھ کر) اللہ کی خوشنودی ہوگی۔'' (آل عمران:15)

اول تو جنت ہی اتنی بڑی نعمت ہے کہ انسان اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک گزرا ہے۔ اس دنیا میں تو انسان جہاں نہیں جا سکتا وہاں کا تصور کر لیتا ہے، امریکہ، چائنا، سوئٹزرلینڈ کے پہاڑ کیسے ہوں گے، گوگل میں سرچ کر کے دیکھ سکتا ہے مگر اللہ کی جنت ایسی چیز نہیں ہے کہ انسان اس کا تصور بھی کر سکے۔ پھر جنت میں انسان کو جو نعمتیں ملیں گی ان کا بھی انسان شمار نہیں کر سکتا۔ لیکن اس سب سے بڑھ کر اللہ کی رضا بھی حاصل ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے پوچھے گا: اے میرے بندو! تمہیں کیا چاہیے؟ اہل جنت کہیں گے۔ اے ہمارے رب! تو نے جہنم سے بچا کر جنت عطا کر دی، اس قدر نعمتیں جنت میں موجود ہیں اور ہمیں کیا چاہیے۔ اللہ فرمائے گا: میں تم سب سے ہمیشہ کے لیے راضی ہوا، یعنی کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ انسان کے لیے سب سے بڑی دولت، سب سے بڑا اثاثہ رب کی رضا ہے۔ وہ اسے حاصل ہو جائے گی۔ لیکن اس سے بھی آگے بڑھ کر اللہ جو سب سے بڑی نعمت عطا فرمائے گا وہ اللہ کا دیدار ہوگا۔ اللہ پردے کو ہٹائے گا اور اپنا دیدار اپنے بندوں کو کرائے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے چودھویں کے چاند کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: اے میرے صحابہ! کیا تم اسے دیکھتے ہو، کیا کوئی شک و شبہ یا رکاوٹ ہے؟ صحابہ ؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کوئی شک نہیں، کوئی رکاوٹ نہیں۔ فرمایا: اسی طرح تم اپنے رب کا دیدار جنت میں کرو گے۔ جنت کا ایک غوطہ جس بندے نے لے لیا وہ دنیا کی ساری مشقتیں اور تکالیف بھول جائے گا۔ جب جنت میں ہوگا تو اس کی راحتوں کا عالم کیا ہوگا لیکن اس سے بھی بڑھ کر جب بندہ اپنے رب کا دیدار کرے گا تو عالم کیا ہوگا۔

آگے فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ⑮﴾ ''اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔'' (آل عمران:15)

اللہ دیکھ رہا ہے کہ کون اس دنیا کا طالب ہے اور کون آخرت کا طالب ہے۔ یہ اللہ کا دیکھنا دونوں اعتبارات سے ہے۔ فرمانبرداروں کے لیے تسلی اور نافرمانوں کے لیے اللہ کی طرف سے تنبیہ اور وارننگ کا معاملہ ہے۔ جو جنت کے طالب ہیں ان کی نشانیاں اللہ بتا رہا ہے۔ فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ⑯﴾ ''جو یہ کہتے رہتے ہیں پروردگار! ہم ایمان لے آئے پس ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔'' (آل عمران:16)

ایمان کتنی بڑی نعمت ہے ان نومسلموں سے پوچھیے جو ہم مسلمانوں کو کہتے ہیں: تم بڑے خوش قسمت ہو کہ تمہارے ماں باپ کلمہ پڑھ کے دنیا سے گئے، تم کم از کم ان کے لیے دعا تو کر سکتے ہو، ہمیں پریشانی ہے کہ اگر ہمارے والدین ایمان لائے بغیر دنیا سے چلے گئے ہم ان کے لیے دعا بھی نہیں کر سکیں گے۔ اللہ کے ہاں کامیاب ہونے کے لیے ایمان شرط ہے۔ ایمان کے بغیر نجات نہیں ہے۔ فرعون کے پاس سب کچھ تھا، ایمان نہیں تھا، غرق ہوا اور اللہ نے نشان عبرت بنایا۔ ابوجہل کے پاس بھی سرداری تھی، مال تھا سب کچھ تھا مگر ایمان نہیں تھا لہٰذا جہنم میں جائے گا۔

یہاں جنتیوں کی پہلی علامت یہ بتائی کہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے اللہ سے التجا کرتے رہتے تھے کہ اے اللہ! ہم ایمان لے آئے، ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ صرف گناہ پر ہی معافی مانگی جاتی ہے حالانکہ یہاں متقین کا ذکر ہو رہا ہے جو گناہوں سے بچتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ اللہ سے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ امام الانبیاء ﷺ سے بڑھ کر کون متقی ہوگا لیکن آپ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے: ((اللہ اکبر، استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ))۔ آپ ﷺ معصوم ہو کر اللہ کے سامنے جھکنے کے بعد استغفار کر رہے ہیں تو اُمت کو کتنا استغفار کرنا چاہیے؟ یہ نکتہ اگر ذہن میں ہو تو بڑے سے بڑا نمازی، حاجی، روزہ دار، مال خرچ کرنے والا کبھی اکڑ دکھائے گا؟ اس کو تو فکر لگی ہوگی کہ پتا نہیں قبول ہوگا یا نہیں ہوگا۔ قرآن انسان کی اس طرح تربیت کرتا ہے۔ تیسری علامت جنتی کی یہ بتائی کہ وہ اللہ سے التجا کرتا ہے کہ جہنم کے عذاب سے بچالے۔ حالانکہ متقی ہے، ایمان والا ہے، نیک عمل والا ہے لیکن پھر بھی یہ دعا کر رہا ہے۔ اس لیے کہ جہنم کی آگ کوئی معمولی آگ نہیں ہے۔ سورۃ النساء میں آتا ہے:

﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ﴾ ''اور جب بھی ان کی کھالیں جل جائیں گی ہم ان کو دوسری کھالوں سے بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزا چکھتے رہیں۔'' (آیت:56)

وہاں بندے کو موت نہیں آئے گی لہٰذا جہنمی کے لیے مسلسل عذاب ہوگا اور عذاب بھی ایسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے 69 گنا شدید ہوگی۔ آج ذرا گرمی پڑ جائے تو ہم روم کولر، اے سی اور کیا کیا جتن کرتے ہیں، کیا جہنم کی اس شدید آگ کا خوف بھی ہمیں پریشان کرتا ہے؟ امام الانبیاء ﷺ صبح و شام سات مرتبہ یہ پڑھتے تھے: ((اللھم اجرنی من النار)) ''اے میرے رب! مجھے جہنم کی آگ سے بچالے۔'' اُمت کی ماں اماں عائشہ ؓ ایک روز رو رہی تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: عائشہ! کس چیز نے تمہیں رُلایا۔ عرض کی: مجھے جہنم کی آگ کا خوف رُلاتا ہے۔ ذرا سوچیے پیغمبر ﷺ اور اُن کے گھرانے کو کتنا خوف تھا تو ہماری کیا اوقات ہے، ہمیں کتنا خوف ہونا چاہیے؟ قرآن جنتیوں کی ایک یہ علامت بھی بتا رہا ہے کہ وہ جہنم سے بچنے کی دعا مانگتے ہیں۔ مزید علامات کیا ہیں؟ آگے فرمایا:

﴿اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ⑮﴾ ''صبر کرنے والے اور راست باز اور فرماں بردار اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور اوقاتِ سحر میں مغفرت چاہنے والے۔'' (آل عمران:17)

یہ علامات ہیں جنتیوں کی جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان علامات کا حامل بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

۞۞۞

57 مسلم ممالک اور ان کی تنظیم OIC کو توفیق نہیں ہوئی جبکہ ایک غیر مسلم ملک جنوبی افریقہ نے فلسطینیوں کی نسل کشی روکنے کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا: فرید احمد پراچہ

اس وقت مسلم ممالک کا اصل کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ غزہ کے معاملے پر متحد ہو کر عملی کردار ادا کریں کیونکہ اگر آج خدانخواستہ غزہ پر قبضہ ہو جاتا ہے تو کل ان کی باری آئے گی: رضاء الحق

ایرانی صدر کا حادثہ اور نیتن یاہو کے خلاف وارنٹ کے موضوعات پر حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: غزہ کے حوالے سے تازہ ترین اطلاعات یہ ہیں کہ انٹرنیشنل کرمنل کورٹ کے پراسیکیوٹر نے عالمی فوجداری عدالت میں نیتن یاہو سمیت 5 افراد کی گرفتاری کے لیے اپیل فائل کی ہے۔ یہ کتنی بڑی ڈیویلپمنٹ ہے؟

فرید احمد پراچہ: یہ ایک بڑی اہم پیش رفت ہے۔ غزہ پر اسرائیلی حملے کو 227 دن ہو گئے ہیں اور کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ جب اسرائیل نے وہاں پر بمباری نہ کی ہو یا زمینی حملے نہ کیے ہوں، نسل کشی کا مرتکب نہ ہوا ہو۔ اس کو روکنے کے لیے جنوبی افریقہ نے عدالتی کارروائی کی تھی۔ 57 مسلم ممالک اور ان کی تنظیم OIC کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ حالانکہ جس طرح کی صورتحال پیدا ہو چکی تھی انہیں اقوام متحدہ، سلامتی کونسل سمیت ہر فورم پر اقدام کرنا چاہیے تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں یہاں تک حکم دیتا ہے کہ:

”اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قتال نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر جو مغلوب بنا دیے گئے ہیں، جو دُعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار، ہمیں نکال اس بستی سے جس کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنا دے، اور ہمارے لیے خاص اپنے فضل سے کوئی مددگار بھیج دے۔“ (النساء:75)

بہرحال جنوبی افریقہ کا اسرائیل کے خلاف عدالت میں جانا اہم پیش رفت ہے۔ وہاں سے جو فیصلے آئے ہیں وہ بڑے واضح ہیں کہ اسرائیل کو مجرم ٹھہرایا گیا اور اب اسرائیلی وزیراعظم اور وزیر دفاع سمیت پانچ افراد کے وارنٹ گرفتاری کے لیے انہوں نے اپیل کی ہے۔ شاید عدالت نے بیلنس کرنے کے لیے حماس کے تین رہنماؤں اسماعیل ہنیہ، ابراہیم مصری اور یحیٰ سنوار کے نام بھی شامل کر دیے ہیں۔ حالانکہ حماس کا نسل کشی میں کوئی کردار نہیں ہے، ان کا 7 اکتوبر کا اقدام بھی عالمی قوانین کی مخالفت میں نہیں تھا۔ ان کو اپنی آزادی کی جدوجہد کا حق اقوام متحدہ کا چارٹر بھی دیتا ہے۔ آج کے جدید دور میں کسی سے کوئی بھی چیز چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی۔ اسرائیل اپنے خلاف ثبوت روزانہ فراہم کر رہا ہے۔ اب تک 36 ہزار افراد شہید کر چکا ہے جن میں 17 ہزار سے زائد خواتین اور بچے شامل ہیں۔ ان خواتین اور بچوں کا کیا قصور تھا؟ پھر

مرتب: محمد رفیق چودھری

ایمبولنس گاڑیوں، ہسپتالوں سکولوں، ڈاکٹروں اور نرسوں تک کو نہیں بخشا گیا۔ نسل کشی اور کیا ہوتی ہے؟ اگر اسرائیلی وزیراعظم کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوتے ہیں تو دنیا کا ہر ملک پابند ہے کہ وہ گرفتاری میں معاونت کرے۔ ایسی صورت میں یہ افراد اپنے ملک سے باہر سفر بھی نہیں کر سکیں گے اور اخلاقی پریشر بھی ان پر آئے گا۔ اس عدالتی کارروائی کی اپنی جگہ اہمیت ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ جمہوریت کا نام لینے والوں نے جمہوریت کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ساری دنیا سلامتی کونسل میں ایک طرف ہوتی ہے لیکن واحد امریکہ اسرائیل کے حق میں ویٹو کا استعمال کر کے اسے بچا لیتا ہے۔ فلسطین کو تسلیم کرنے کے حوالے سے بھی یہی کھیل جاری ہے۔ جبکہ مشرقی تیمور کا مسئلہ ہو، جنوبی سوڈان کی بات ہو تو فوراً قرارداد پاس ہو جاتی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس کیس میں پاکستان کو بھی پارٹی بننا چاہیے، ترکی اور سعودی عرب کو بھی فریق بننا چاہیے۔ یہ مسلمان ممالک OIC کی سطح پر بھی کیس میں فریق بن سکتے ہیں۔ پاکستان اپنا ایک پینل بنا کر وہاں بھیجے تاکہ کم از کم ایک اخلاقی ویلیو بن جائے اور جنوبی افریقہ تنہا اس کیس میں کھڑا نہ رہے بلکہ مسلمان ممالک بھی اس کے ساتھ ہوں۔

سوال: امریکہ کے 12 ریپبلیکن سینیٹرز نے آئی سی سی اور اس کے پراسیکیوٹر کریم خان کو دھمکی آمیز خط لکھا ہے کہ اگر نیتن یاہو کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو آپ کو بہت سخت پابندیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ کے خیال میں ان کا یہ خط کتنی اہمیت کا حامل ہے؟

رضاء الحق: کریم خان ایک قادیانی ہے جو 2015ء میں عالمی فوجداری عدالت کا پراسیکیوٹر مقرر ہوا اس سے پہلے فاتو بن سودا نام کی ایک خاتون پراسیکیوٹر تھیں۔ ان کے دور میں بھی اسرائیل کے خلاف نسل کشی کا بڑا تفصیلی اور جاندار کیس بنایا گیا تھا۔ اس کے مطابق فلسطینی اتھارٹی کو ممبرشپ دی گئی تھی۔ پھر اس خاتون کو بھی ہٹا دیا گیا تھا۔ موجودہ پراسیکیوٹر کریم خان قادیانی نے 7 اکتوبر کے بعد اسرائیل کا دورہ کیا اور حماس کے حملے میں ہلاک ہونے والے اسرائیلیوں کے خاندانوں سے یکجہتی کا اظہار کیا۔ اس وقت اس نے کہا تھا کہ حماس کے ان تمام لوگوں کے خلاف کریمنل کیس چلاؤں گا۔ اب جن افراد کے خلاف وارنٹ گرفتاری کی اپیل دائر کی ہے تو ان میں حماس کے تین اعلیٰ عہدیدار بھی اسی وجہ سے شامل ہیں۔ اس سے سوال پوچھا گیا کہ جب اسرائیلی ہلاک ہوئے تھے تو تم ان کی فیملیز سے اظہار یکجہتی کے لیے اسرائیل گئے تھے اب جو لوگ غزہ میں شہید ہو رہے ہیں ان کے لواحقین سے اظہار یکجہتی کے لیے کیوں نہیں جا رہے؟ ان کی نسل کشی کرنے والے نیتن یاہو اور دوسرے اسرائیلی عہدیداروں کے خلاف کیس کیوں دائر نہیں کرتے تو اس نے جواب دیا کہ غزہ میں خطرہ ہے اس لیے وہاں نہیں جا سکتا۔ 12 امریکی سینیٹرز کی جانب سے کریم خان اور عدالت کو جو خط لکھا گیا ہے اس کے مندرجات کا اگر جائزہ لیا جائے تو ایک چیز واضح ہو جاتی ہے کہ ڈیموکریٹس ہوں یا ریپبلکنز،

اسرائیل کے معاملے میں ان کی پالیسی ایک ہے کہ ہر صورت میں اسرائیل کو بچانا ہے چاہے وہ نسل کشی کرتا رہے یا جو بھی کرے۔ اب تو معصوم بچوں کی اجتماعی قبریں بھی سامنے آرہی ہیں۔ رفح بارڈر پر بھی اسرائیل قبضہ کر چکا ہے تاکہ جو تھوڑی بہت غذائی امداد یا میڈیکل ایڈ اہل غزہ تک پہنچ رہی ہے وہ بھی بند ہو جائے۔ امدادی ٹرکوں سے راشن اور پانی لینے والوں کو سنائپرز سے فائر کر کے شہید کیا جارہا ہے۔ یہاں تک کہ اہل غزہ کے لیے قحط سالی جیسا ماحول پیدا کیا جارہا ہے۔ یہ ساری وہ چیزیں ہیں جو 1950ء کے جینوسائڈ کنونشن کے مطابق نسل کشی کے زمرے میں آتی ہیں اور اسرائیل کھلم کھلا ان کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اسی بنیاد پر جنوبی افریقہ عالمی عدالت انصاف میں گیا ہے۔ لیکن 12 سینیٹرز نے خط میں لکھا ہے کہ اسرائیل کو دفاع کا مکمل حق حاصل ہے، یعنی وہ اپنے دفاع میں جو مرضی کرتا رہے، اس کو آپ نسل کشی نہیں کہہ سکتے۔ اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم حماس والوں کو کچھ کیوں نہیں کہتے، اسی طرح چینی صدر، بشار الاسد، ایرانی صدر اور ایرنی سپریم لیڈر کے نام لیے گئے کہ ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کرتے؟ اس کے بعد پھر کھلم کھلا دھمکی دی گئی ہے کہ: You have been warned میرے خیال میں کریم خان جیسے لوگ تو جان بچا لیتے ہیں لیکن کورٹ کے دیگر لوگوں کو اور ان کی فیملیز کو ٹارگٹ کیا جائے گا۔ اس خط پر بڑا واویلا مچا ہے لیکن اسرائیل سمجھتا ہے کہ اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس نے اپنے اہداف پورے کرنے ہیں کیونکہ امریکہ اور دوسری طاقتیں اس کی پشت پر ہیں اور اگر انٹرنیشنل کریمنل کورٹ رکاوٹ بنے گی تو اس کو بھی راستے سے ہٹا دیا جائے گا۔

سوال: اسرائیل نے پوری عالمی برادری کی مخالفت کے باوجود رفح پہ حملہ کیا اور تازہ ترین اطلاعات یہ ہیں کہ رفح کراسنگ پر آپریشنل کنٹرول حاصل کر کے اہل غزہ کو آنے والی غذائی اور میڈیکل امداد روک دی ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق 7 مئی سے لے کر اب تک وہاں سے کوئی ٹرک نہیں گزر سکا۔ اس کا مطلب ہے کہ عالمی برادری کی طرف سے اہل غزہ کے لیے جو امدادی سامان بھیجا جارہا تھا وہ رُکا ہوا ہے اور یقیناً کچھ خراب بھی ہو گیا ہوگا۔ یہ جنگ اب کیا رخ اختیار کرتی ہوئی نظر آتی ہے؟

فرید احمد پراچہ: یہ جنگ امریکہ کے منہ پر ایک طمانچہ ہے کیونکہ اس نے کہا تھا کہ ہم رفح پر حملے کی مخالفت کریں گے لیکن امریکہ کے اس بیان کی دھجیاں اُڑ گئیں۔ رفح میں کھلے آسمان تلے بیٹھے ہوئے 15 لاکھ فلسطینی مہاجرین پر اسرائیل کارپٹ بمباری کر رہا ہے جن کے پاس نہ کھانا ہے، نہ ادویات ہیں، نہ پانی ہے اور نہ ہی زندگی بچانے کا کوئی اور سامان ہے۔ اُن کے لیے خوراک اور ادویات لے کر آنے والے ٹرکوں کو رفح کراسنگ پر اسرائیل نے روکا ہوا ہے۔ یعنی انسانیت دشمنی، دہشت گردی اور سفاکی کی تمام حدود کو اسرائیل پھلانگ رہا ہے۔ اقوام متحدہ کا چارٹر کہاں گیا؟ عالمی قوانین کہاں ہیں؟ انسانی حقوق کی دعوے دار تنظیمیں کہاں گئیں۔ انسانی تاریخ کی اس سب سے بڑی نسل کشی پر کوئی آواز اُٹھانے والا نہیں ہے۔ یہ کونسی جنگ ہے کہ ایک طرف نہتے اور بھوکے پیاسے خواتین اور بچے ہیں اور دوسری طرف اسرائیلی فوج ان پر بمباری کر رہی ہے۔ یہ

دنیا میں 2 ارب کے قریب مسلمان اور 57 مسلم ممالک ہیں لیکن وہ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ رفح کراسنگ کھلوا کر امدادی سامان ہی فلسطینیوں تک پہنچا دیں۔

بڑا ہی دردناک سانحہ ہے اور اس میں سب سے افسوسناک کردار عالم اسلام کا ہے۔ 57 مسلم ممالک ہیں اور وہ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ رفح کراسنگ کھلوا کر امدادی سامان ہی فلسطینیوں تک پہنچا دیں۔ یہ تمام مسلم ممالک اسرائیل کے ظلم میں اعانتِ مجرمانہ کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ اس نازک صورتحال میں جبکہ وقت گھنٹوں کے اعتبار سے گزر رہا ہے جس نے بھی جو کردار ادا کرنا ہے اس کو فوری اقدامات کرنے چاہئیں، OIC کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور اقوام متحدہ پر دباؤ بڑھانا چاہیے۔ مغرب کی یونیورسٹیز بھی اسرائیلی جارحیت کے خلاف مظاہرے کر رہی ہیں۔ اسی طرح کے مظاہروں نے ویت نام کی جنگ بند کروادی تھی۔ اسرائیل تو بے شرمی اور ڈھٹائی کی حد کراس کر چکا ہے، اس نے تہیہ کر لیا ہے کہ چاہے اسے انسانیت کا قاتل اور دشمن ہی کیوں نہ سمجھا جائے اس نے ہر صورت میں اپنا ٹارگٹ حاصل کرنا ہے اور وہ ٹارگٹ یہ ہے کہ غزہ کو مٹا کر وہاں بفرزون بنانا ہے۔ اس ٹارگٹ میں اگر کوئی رکاوٹ بن سکتے ہیں تو وہ مسلم ممالک بن سکتے ہیں جنہوں نے اپنا کردار اب تک ادا نہیں کیا جواب بھی اگر طے کر لیں تو کم از کم 15 لاکھ فلسطینیوں کی جان بچ سکتی ہے۔

سوال: سات اکتوبر 2023ء سے لے کر آج تک اسرائیلی مظالم کے خلاف پوری دنیا میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ پوری دنیا کی یونیورسٹیوں میں اس کے خلاف مظاہرے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں لیڈنگ دینی جماعتوں (جماعت اسلامی، تنظیم اسلامی اور بعض دیگر) نے بھی ملک گیر سطح پر آواز اُٹھائی ہے، اپنی بساط کے مطابق امداد بھی اہل غزہ تک پہنچائی ہے۔ تنظیم اسلامی نے ایک آگاہی مہم بھی لانچ کی۔ اسی طرح کی ایک مہم جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے سابق سینیٹر مشتاق احمد خان اور ان کی اہلیہ نے بھی اسلام آباد میں سیو غزہ (Save Gaza) کے نام سے شروع کی اور اس کے تحت ایک دھرنا دیا۔ اسی دھرنے میں شریک دو افراد کو نہایت مشکوک انداز میں شہید کر دیا گیا۔ کہا یہ جارہا ہے کہ اصل ٹارگٹ مشتاق احمد خان تھے۔ آپ یہ بتائیے کہ پاکستان میں مظلوم فلسطینیوں کے حق میں آواز اُٹھانا کیا بلا جواز ہے اور آواز اُٹھانے والوں کے خلاف اس طرح کا ایکشن کرنا کیا کوئی جواز رکھتا ہے؟ کیا حکومت پاکستان ان مجرموں تک کبھی پہنچ پائے گی، پاکستان میں یہ کیا چل رہا ہے؟

رضاء الحق: انتہائی افسوسناک اور اندوہناک خبریں ہیں جو سامنے آرہی ہیں۔ بے شک اس وقت فلسطین کے مسلمان انتہائی آزمائش میں ہیں لیکن یہ آزمائش باقی مسلم ممالک اور بالخصوص پاکستان کے مسلمانوں کی بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملک:2) ’’جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔‘‘

فلسطین کے مسلمان تو اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر اور استقامت کا پہاڑ بن کر اس آزمائش میں کامیابی حاصل کر رہے ہیں اور ان کو اس کا اجر ان شاء اللہ مل جائے گا لیکن اس امتحان میں اُمت مسلمہ کہاں کھڑی ہے؟ بعض مسلم ممالک نے تو اسرائیل کے حق میں بھی بیانات دیے۔ اگرچہ چند مسلم ممالک نے اسرائیل کے خلاف بیانات دیے لیکن عملی طور پر وہ بھی مظلوم فلسطینیوں کے حق میں کچھ نہیں کر سکے۔ حدیث میں وہن کی جس بیماری کا ذکر ہے بالکل وہی صورتحال ہے کہ دنیا سے محبت اور موت سے نفرت مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے۔ دنیا کی محبت ہے کہ سعودی عرب نیوم سٹی بنا رہا ہے جس پر کئی سو بلین ڈالرز خرچ ہوں گے۔ اس کے لیے ان کے پاس وقت بھی ہے، سرمایہ بھی ہے، وسائل اور صلاحیت بھی ہے لیکن غزہ کے مسلمانوں کی مدد کے لیے سوائے خاموشی کے ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ یہی حال ترکی اور مصر کا بھی ہے۔ مصر کے

ساتھ رفح کا بارڈر ہے جہاں اہل غزہ کے لیے امدادی سامان لانے والے ٹرکوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں لیکن ان کو آگے نہیں آنے دیا جا رہا۔ مسلم ممالک کے عوام نے کسی حد تک اسرائیل کے خلاف احتجاج کیا ہے لیکن حکومتیں اسرائیل کے ساتھ کھڑی ہیں، وہ اسرائیل کو اپنی بحری اور فضائی حدود فراہم کر رہی ہیں، فیول فراہم کر رہی ہیں۔ مغرب کی یونیورسٹیاں اسرائیلی مظالم کے خلاف سراپا احتجاج ہیں لیکن پاکستانی یونیورسٹیز میں امریکہ سے ٹرانسجینڈرز کے میوزیکل بینڈ بلائے جا رہے ہیں، ڈانس اور میوزک کے شو ہو رہے ہیں، مقابلے ہو رہے ہیں، ہولی کا تہوار منایا جا رہا ہے۔ سب سے افسوسناک وہ حادثہ ہے جو اسلام آباد میں Save Gaza کے نام سے جاری دھرنے کے دوران پیش آیا کہ دھرنے میں شریک دو افراد کو بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔ اس واقعہ پر بہت سے سوالات اُٹھتے ہیں کہ وہ کون تھا جس نے پولیس کی موجودگی میں دھرنے میں شریک دو افراد کو گاڑی سے کچل کر شہید کر دیا۔ حالانکہ وہ ریڈ زون ایریا ہے۔ پھر موقع پر سی ٹی وی کیمرے کیسے بند ہو گئے۔ وہ شخص جو گاڑی میں موجود تھا اس کے خلاف پولیس نے ایکشن کیوں نہ لیا حالانکہ اس نے تین مرتبہ مظاہرین کو کچلنے کی کوشش کی اور جہاں پر سینیٹر مشتاق احمد خان تھوڑی دیر پہلے موجود تھے اسی جگہ اس نے گاڑی چڑھا دی اور دو لوگوں کو شہید کر دیا۔ اس کے بعد وہ شخص گاڑی سے اُتر کر پولیس والوں کے پاس کھڑا رہا ہے۔ یہ ساری صورتحال یہ ظاہر کرتی ہے کہ ریاست کے اندر ریاست بن چکی ہے۔ آئینی تقاضا تو یہ ہے کہ ہر ادارہ اپنی آئینی حدود و قیود کے اندر کام کرے اور جزا و سزا کا معاملہ صاف و شفاف ہو کہ جو بھی اس میں ملوث ہے اس کے خلاف کیس چلے، تحقیقات ہوں اور پھر اس کو قرار واقعی سزا دی جائے چاہے اس کا تعلق کسی بھی ادارے سے کیوں نہ ہو۔ مگر جہاں عدلیہ کے ججز بھی انصاف مانگ رہے ہوں تو وہاں انصاف کیسے قائم ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم نہیں ہوتا یہاں پر کسی کو انصاف نہیں مل سکتا۔

سوال: ایرانی صدر ابراہیم رئیسی کی ایک ہیلی کاپٹر حادثے میں شہادت ہوئی۔ یہ بتائیے کہ یہ ایران اور امت مسلمہ کے لیے کتنا بڑا سانحہ اور نقصان ہے؟ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جس طرح جنرل ضیاء الحق کو شہید کیا گیا تھا یہ بھی اسی طرح ٹارگٹ کلنگ تھی۔ اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

فرید احمد پراچہ: یہ واقعی ایک بڑا المناک سانحہ ہے، یہ واقعی ایک بڑا نقصان ہے کیونکہ ابراہیم رئیسی عالمی لیڈر کے طور پر اُبھر رہے تھے۔ چین کے ساتھ بھی ان کے تعلقات بڑھ رہے تھے اور سعودی عرب سے بھی ان کے دور میں تعلقات معمول پر آئے۔ جس طرح ان کی شہادت ہوئی اس کو حادثہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ وہاں دو ہیلی کاپٹر اور بھی تھے اور کہا جا رہا ہے کہ جب انہوں نے سفر شروع کیا تو موسم ٹھیک تھا۔ پھر اچانک ایک ہیلی کاپٹر

> **اسلام آباد میں Save Gaza دھرنے میں شریک دو افراد کو ایک مشکوک گاڑی والے نے کچل دیا اور اس کے بعد وہ گاڑی سے اُتر کر پولیس والوں کے پاس کھڑا بھی رہا۔**

غائب کیسے ہو گیا۔ اس معاملے پر کئی سوالات اُٹھ رہے ہیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ عام طور پر پائلٹ پاسداران انقلاب کا ہوتا تھا لیکن اس وقت پائلٹ کوئی اور تھا۔ عین موقع پر مسافروں کی ترتیب بھی بدل گئی تھی۔ یہ بالکل اس طرح کا حادثہ ہے جو جنرل ضیاء الحق کو پیش آیا۔ امریکہ کی اس حوالے سے ایک پوری تاریخ ہے اور ایسے ثبوت سامنے آچکے ہیں کہ 32 سربراہان مملکت کو امریکہ نے قتل کروایا۔ آج کے دور میں ٹیکنالوجی کے ذریعے بڑی آسانی سے ایسے حادثے کروائے جا سکتے ہیں۔ اسرائیل پر ایرانی حملے کو بھی ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اور بظاہر نظر آ رہا تھا کہ کوئی جوابی کارروائی کی جائے گی۔ اب وہاں 8 جولائی کو الیکشن کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ تاہم یہ ایران کا اندرونی معاملہ ہے۔ عالمی سطح پر ابراہیم رئیسی کی شہادت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کو سعودی عرب اور پاکستان کو مل کر پورا کرنا چاہیے تاکہ سعودی عرب، ایران اور پاکستان کے درمیان خلیج نہ بڑھے اور نہ ہی بات عالمی ایجنڈے کی طرف نہ جائے۔ اس سے روکنے کے لیے امت کے اکابرین کو خود اپنے فیصلے کرنے چاہئیں۔

رضاء الحق: ایرانی صدر کی رحلت ایران کے لیے بھی اور امت مسلمہ کے لیے بھی بہت بڑا نقصان ہے جس ہیلی کاپٹر میں ابراہیم رئیسی سوار تھے، اس ہیلی کاپٹر میں یہ خاصیت بھی ہوتی ہے کہ اگر دونوں انجن بھی فیل ہو جائیں تو تب بھی وہ بآسانی لینڈ کر سکتا ہے۔ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ دوسرے دو ہیلی کاپٹرز کو حادثہ کیوں پیش نہ آیا۔ اگرچہ امریکی وزیر دفاع نے کہا ہے کہ ہمارا اس میں کوئی ہاتھ نہیں ہے لیکن یہ چور کی داڑھی میں تنکے والی بات ہے۔ پھر یہ کہ ایسے حادثے اندرونی ملی بھگت کے بغیر نہیں ہوتے۔ ابراہیم رئیسی کی خاص بات یہ تھی کہ انہوں نے کبھی قومی مفاد پر سمجھوتہ نہ کیا۔ پھر یہ کہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات بڑھانے میں بھی ان کا اہم کردار تھا۔ سعودی عرب کے ساتھ تعلقات معمول پر لائے۔ بہرحال ہماری دعا بھی ہے جو بھی اگلا ایرانی صدر آئے وہ امت مسلمہ کے لیے بہتری کا باعث بنے۔

سوال: ایرانی صدر کی شہادت کے بعد جو رجیم چینج ایران میں ہونے والی ہے اس سے خطے میں ہماری یا عالمی سیاست پر کیا اثرات پڑنے والے ہیں؟

فرید احمد پراچہ: ایران میں انقلاب کے بعد سے کمانڈ اینڈ کنٹرول کا ایک پورا نظام ہے جو بہرحال ایک مضبوط طریقے سے چل رہا ہے۔ اس کے خلاف کئی لہریں پیدا بھی ہوئیں مگر وہ اس طرح کامیاب نہیں ہو سکیں کیونکہ ابھی انقلاب کی بڑی شخصیت خامنہ ای صاحب موجود ہیں۔ لہٰذا میں نہیں سمجھتا کہ ایران میں رجیم چینج سے کوئی بڑی تبدیلی آئے گی۔ ایران کی جو پالیسی ہے وہ اسی پر قائم رہے گا۔

رضاء الحق: اگر خدانخواستہ ایرانی صدر کی شہادت ایک ٹارگٹ کلنگ ہے تو یہ باقی مسلم حکمرانوں کے لیے ایک میسج بھی ہو سکتا ہے کہ عالمی سامراج سے بغاوت نہ کی جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ امریکہ، اسرائیل اور انڈیا کی صورت میں ابلیسی اتحاد ثلاثہ اپنی جگہ قائم ہے۔ یہ تینوں ممالک کوشش کرتے رہیں گے کہ ہر صورت میں اپنی اجارہ داری قائم رکھیں۔ اس کے مظاہر پوری دنیا میں نظر بھی آ رہے ہیں۔ ہمارا کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ مسلمان ممالک کم از کم غزہ کے معاملے میں متحد ہو کر ایک عملی کردار ادا کریں۔ زبانی کلامی باتوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ آج غزہ پر قبضہ کیا جا رہا ہے تو کل کسی پڑوسی مسلمان ملک کی باری بھی آ سکتی ہے۔ ظاہر ہے اسرائیل اپنے مذموم مقاصد سے رُک تو نہیں جائے گا۔ گریٹر اسرائیل کا پلان بہت واضح ہے اور بن گوریان 1967ء میں کہہ چکا ہے کہ پاکستان ہمارے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ جب ایران کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے معاملات چل رہے تھے تو اس وقت نیتن یاہو نے کہا تھا کہ ہماری خواہش ہے کہ ان دونوں ممالک یعنی ایران اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام رول بیک ہو جائیں۔ لہٰذا ہمیں بھی خواب خرگوش سے باہر آنا چاہیے اور اپنا نظریاتی اور عملی دفاع مضبوط کرنا چاہیے۔

❁❁❁

گر قبول افتد......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

7 اکتوبر 2023ء سے دنیا میں دو قبرستان بھرنے شروع ہو گئے۔ غزہ کی 23 لاکھ آبادی پر اسرائیل کی وحشت انگیز کارپٹ بمباریوں، ٹینکوں کی گولہ باریوں سے دیکھتے ہی دیکھتے شہر ملبہ زار کھنڈروں میں دبی لاشیں لیے قبرستانوں میں ڈھل گئے۔ دوسری طرف تیز رفتاری سے اپنے پیاروں کو کفن دیتے پہلے انفرادی پھر اجتماعی قبریں کھودتے ان تھک ہاتھوں نے قبرستان تیار کیے۔ وحشی اسرائیلیوں نے قبرستان ادھیڑنے، لاشیں لاد لے جانے اور پھر بوجوہ اعضا نوچ نکال کر واپس لا پھینکنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ یہ سب رات کی تاریکی یا گھپ اندھیرے میں جنگلوں میں نہ تھا، دنیا کے بیچ دن دہاڑے تمام کالی اسکرینوں پر پوری انسانی آبادی کے سامنے ہوا۔ باقی مناظر کی ہولناکی میں عورتوں، بچوں کی خونچکاں ہلاکتوں، دربدریوں، زخموں سے چور معصوم شہریوں سے بھرے ہسپتالوں نے سیاہی بھر رکھی تھی۔

اب امتحان تھا یہ چشم سراں مناظر کو دیکھنے والوں کے ضمیر کا۔ ضمیروں کے قبرستان بھی بھرنے لگے۔ ہر خطۂ زمین نے اپنا ردعمل دیا۔ تمام مغربی ممالک کے بڑے شہروں میں شدید ترین ردعمل نوجوانوں نے دیا جنہیں اصطلاحاً Generation-Z یا 'جین زی' کہا جاتا ہے۔ 1995ء تا 2010ء میں پیدا ہونے والی وہ نسل ہے جو انٹرنیٹ دور میں پروان چڑھی۔ Z، 'زوم' کا ہے یعنی وہ جن کی انگلیاں نیٹ کی دنیا میں مہارت سے اطلاعات، نشریات، علوم، روابط پر رواں دواں رہتی ہیں۔ متعصب اور مخصوص مقاصد اور ایجنڈوں کے لیے کام کرنے والے میڈیا پر یہ شدید ناقد رہتے ہیں۔ ڈیجیٹل ذرائع پر مہارت کی بنا پر یہ اصل حقائق کھود نکالتے اور انہیں پھیلا دیتے ہیں۔ غزہ جنگ پر غضب ناک اس نوجوان نسل نے اسرائیل اور اس کے پشت پناہوں کے جھوٹ، فریب ڈھونڈ نکالے۔ حقائق، بھید سب کھل گئے۔ یہ ٹک ٹاک، یوٹیوب سے ان کے ہمہ نوع راز فاش کرتے رہے۔ مختلف سروے بتاتے رہے کہ اس نسل کی بھرپور ہمدردی، حقوق انسانی کے لیے حساسیت کی بنا پر اہل غزہ سے رہی۔

دنیا کے 150 معتبر ترین تعلیمی اداروں میں نوجوان ان تھک، دیوانہ وار غزہ کی بے پناہ مظلومیت پر آتش زیر پا، مسلسل ہمہ نوع تحریکیں اٹھا رہے ہیں۔ جنگ کے خاتمے، انسانی ضروریات کی فراہمی، فلسطین کی مکمل آزادی، قتلِ عام میں سرمایہ کاری کرنے والے اداروں کا مکمل بائیکاٹ۔ دباؤ کا ہر حربہ بروئے کار لا کر کھجور کی گٹھلی برابر مبنی بر ظلم ریاست کو سرمائے کی ہمہ نوع فراہمی ختم کرنے کی مہمات۔ انہی تحریکوں کی بدولت یہ راز افشا ہوئے کہ طلبہ سے بھاری رقوم وصول کر کے، قوم کے ٹیکس سمیٹ کر حکومتیں، یونیورسٹیاں، امریکی ریاستیں تجارتی ادارے سبھی اسرائیل کی جنگی مشین کو اسلحہ، گولہ بارود فراہم کرتے ہیں۔ یہ سب غزہ کی بے گناہ آبادی کے قتلِ عام کے دیدہ دانستہ شراکت کار، سہولت کار ہیں۔ (یاد رہے کہ ہمارے ہاں جنگوں سے اجاڑے افغانستان کی تنگ حال آبادی کو خوراک کی فراہمی میں مدد دینے والا 'سہولت کاری' کا مجرم قرار دے کر دھر لیا جاتا رہا۔) پوری دنیا میں نوجوانوں کے نعروں نے ہر یونیورسٹی سے نکل پھیل کر آگہی دی اور مجرم مغرب کے لیے نفرت کی فضا بنا دی۔ مثلاً 'اسرائیل بمباری کرتا ہے ہارورڈ اس کی ادائیگی کرتا ہے۔' 'ہارورڈ، غزہ میں قتلِ عام کا سرمایہ فراہم کرتا ہے۔' 'ہارورڈ، قتلِ عام کا قانونی جواز فراہم کرتا ہے۔' '(سرمایہ کاری کے) راز کھولو، سرمایہ کاری (اسرائیل میں) ختم کرو۔' بینروں پہ لکھے یہ نعرے، ہارورڈ کے مایہ ناز طالب علم گریجویشن کی تقریب میں سرِعام بینروں پر لہرا رہے ہیں! ہمارے ہاں ہوتے کچل دیے جاتے! قوم دم سادھے تماشا دیکھتی۔

Disclose, Divest! یہ دو نعرے امریکا یورپ کے لیے جگر سوز ہیں جن کا سامنا 'جین زی' کے ہاتھوں ہر گلی کے موڑ، ہر ایوان میں انہیں کرنا پڑ رہا ہے۔ دوسری جانب فلسطینی نوجوان غزہ میں قیامت کا لمحہ لمحہ سوشل میڈیا پر لا کر امریکا اسرائیل کے قدموں تلے سے زمین سرکا چکے ہیں۔ زیتون سے ایک غم سے پھٹتے نوجوان کا دلسوز مرثیہ امت پر فردِ جرم عائد کر رہا ہے۔ اگرچہ غزہ پر قیامت ٹوٹتے 8 ماہ ہونے کو ہیں۔ امت محمد بن قاسمؒ، معتصم باللہ یا صلاح الدین ایوبی سے خالی ہے۔ امت کو پکارتے یہ کہتے: خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک! شہادتیں 36 ہزار، زخمی 81 ہزار ہو گئے۔ موت کے گھنگھور گھٹا سے بادلوں تلے ہلکان ہو چکے۔ یہ نوجوان کہتا ہے: میں غزہ کے دل کی گہرائی سے بات کر رہا ہوں۔ ایک جلی کٹی روح اور ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ۔ کل غزہ کے علاقے زیتون میں انہوں نے کئی افراد، بچے، خاندان دیکھے ہیں اپنے گھروں میں دبے، گلتے، سڑتے، اعضاء بکھرتے! بچے یتیم ہو گئے۔ ایک بچہ کہتا ہے۔ 'میری ماں مجھے واپس مل جائے میں صرف 5 منٹ کے لیے اس کے سینے سے لگنا، اس کا لمس چاہتا ہوں۔ گال پیٹتا ہے نوجوان، بے قرار ہو کر! اٹھو کھڑے ہو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا تم خوش ہو کہ ہم پر یہ بیت رہی ہے؟ عرب ضمیر کہاں ہے!...... میرا پورا خاندان ملبے تلے دبا ہے...... میرے اندر کا جوار بھاٹا محسوس کرو...... میں اللہ کو بتاؤں گا کہ تم میری طرف خاموش (دم سادھے) تکا کیے۔ تم نے مجھے بولتے روتے چلاتے دیکھا اور تم نے میرے لیے کچھ نہ کیا!' امت کی بے حسی اور اہل غزہ کی کس مپرسی پر وحشت زدہ نوجوان حقائق سے لاعلم ہے! شہداء کی لاشوں سے تو پھر بھی مشک کی خوشبو اٹھتی ہے۔ ڈالروں تلے دبی، کچلی غلاموں کی مردہ ضمیری کتنی متعفن کتنی بدبودار ہوتی ہے! تم کیا جانو! مسلم ممالک کے در و بام سے یہ سڑاند اٹھ رہی ہے۔ تم لُٹ کُٹ پٹ کر بھی صبر و ثبات، شجاعت و عزیمت کے پیکر ان خوشحال ممالک کے پردھانوں سے زیادہ پُرعظمت اور شوکت و وقار کے حامل ہو۔ یہ سب اسرائیل کے حامی، دجال کے لشکری ہیں۔ صرف امریکا یورپ کی پولیس اور عسکری، موساد کے تربیت یافتہ نہیں، یہی تربیت مصری و دیگر مسلم ممالک کے حصے آئی۔ ماسٹر ٹرینرز اسرائیلی درندگی سکھاتے رہے۔

گزشتہ 20 سالہ جنگوں میں مسلم نوجوانوں کو ان کی اسلام پسندی پر نشانۂ عبرت بنایا جاتا رہا۔ زندانوں میں جوانیاں گل گئیں۔ تم سے پہلے افغانستان کو پوری امت نے تنہا چھوڑا تھا۔ اللہ کی نصرت تمام فوجوں کے مقابل اسے کافی ہو گئی۔ آج میدانِ امتحان میں تم ہو!

ہمت نہ ہارو۔ تمہاری استقامت و پامردی پوری دنیا کے تاج وتخت اکھاڑنے اچھالنے کا سماں پیدا کر رہی ہے۔ استعماری طاقتوں کی نوجوان نسل ان کے بخیے ادھیڑ رہی انہیں ذلیل ورسوا کر رہی ہے۔ رفح پر تازہ ترین حملوں میں ممنوعہ آتش گیر مواد سے محفوظ قرار دیے علاقے پر آگ سے جھلسی 45 لاشوں پر دنیا چیخ اٹھی ہے۔ معصوم بچوں کے کٹے سروں والی لاشوں نے حساس انسانوں کو دیوانہ کر دیا ہے۔ اداکارہ کینڈلیس کنگ روتی چلاتی اسے سرخ لکیر قرار دے رہی ہے۔ اے ابنِ غزہ! مسلمانوں نے اسرائیل امریکا سے ننھی معاشی مفادات کی خاطر تم سے منہ پھیر لیا، مغرب فلسطینی پرچموں اور نعروں کی گونج سے لہلہا اور تھرتھرا رہا ہے! ڈنمارک کے بادشاہ نے فلسطینی پرچم لہرایا تھا۔ اٹلی میں سیاسی رہنما نے پارلیمنٹ کی بلڈنگ پر فلسطینی پرچم لہرا دیے! ہمارے ہاں اقصیٰ/ فلسطین سے اہم تر پارٹی پرچم ہیں! امت کے حکمرانوں کی غداری سے دل برداشتہ نہ ہو، یہ ترک مجاہد کا ولولہ انگیز جنازہ دیکھو، جس نے اقصیٰ میں تمہارا بدلہ اسرائیلی فوجی کی جان لے کر چکایا۔ تم ایٹمی پاکستان سے ایٹم بم کی توقع نہ رکھو، تم یہاں بے قرار سجدوں میں تمہاری محبت میں آہ وزاری کرنے والوں کو دیکھو۔ ان سب کی دعائیں اور محبتیں تمہارے صبر وثبات کا سامان فراہم کر رہی ہیں۔ یہ دیکھو نوجوان رومان شہید کو اور عبدِ تقی، خفی، غنی شیخ عمران کو! یہ غزہ کے ملبوں کھنڈروں میں اسرائیلی بمباری سے تار تار نہیں ہوئے۔ یہ 60 سالہ شیخ عمران، بوڑھی متاعِ جان لیے غزہ بچاؤ مہم ڈی چوک اسلام آباد میں جا بیٹھ کر اللہ کے ہاں حاضری لگوا رہا تھا تم سے اظہارِ محبت و یکجہتی اور قبلۂ اول کے تحفظ کی سپاہ میں نام لکھوانے کو۔ مگر حکومتی مجبوریاں تم کیا جانو! امریکا ان کا آقا و سرپرست ہے کشکولی مجبوری کی بنا پر۔ اور اسرائیل اس کا لے پالک۔ ہم تو اسرائیل تسلیم کر چکے ہوتے اگر 7 اکتوبر آڑے نہ آتا! شیخ عمران کا سرگاڑی نے وحشی اسرائیلی کی طرح کچل ڈالا۔ دو دن شناخت میں لگ گئے! میڈیا نے بھی پولیس کی طرح منہ موڑے رکھا گویا چڑیا مری ہو۔ منہ زور انگریزی اخبار؟ ان میں سے ایک تو وہ ہے جو ہمیں آج بھی برطانوی رعایا سمجھتا ہے۔ بلاناغہ سال بھر شاہی خاندان کے تمام قصے صفحۂ اول پر لازم ہوتے ہیں! دیسی کہانیاں نہیں چھپتیں! یہ شہادتیں اور دبے گھٹے سسکتے جذبات امت کے، غزہ کے شہداء کے لیے ہی ہیں۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف!

❁❁❁

پریس ریلیز 25 مئی 2024ء

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں (علیہم السلام) کو ''کتاب'' اور ''میزان'' دے کر بھیجا تا کہ لوگوں میں نظامِ عدل وقسط قائم کیا جائے۔

عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے، پاکستانی معاشرے کی اساس عدل وقسط پر قائم کی جائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کو تھامنے کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اسی کو ترک کر دینے کی وجہ سے ذلیل وخوار کر دے گا۔

وکلاء برادری حکومت پر بھرپور دباؤ ڈالے کہ فلسطینی مسلمانوں کی مدد کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ (شجاع الدین شیخ)

(وکلاء کے ساتھ ایک نشست میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ کا خطاب)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں (علیہم السلام) کو ''کتاب'' اور ''میزان'' دے کر بھیجا تا کہ لوگوں میں نظامِ عدل وقسط قائم کیا جائے۔ عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے، پاکستانی معاشرے کی اساس عدل وقسط پر قائم کی جائے۔ وکلاء برادری حکومت پر بھرپور دباؤ ڈالے کہ فلسطینی مسلمانوں کی مدد کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے وکلاء کے ساتھ ایک نشست میں کیا۔ انہوں نے کہا کے ختم نبوت کے بعد اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام اور نفاذ کی ذمہ داری امتِ مسلمہ پر عائد ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کے آفاقی پیغام کو نظر انداز کر کے امتِ مسلمہ نے بحیثیت مجموعی مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔ آج دنیا میں 57 مسلم ممالک اور دو ارب کے قریب مسلمان ہیں لیکن اس کے باوجود امتِ مسلمہ پوری دنیا میں بدترین ذلت اور رسوائی سے دوچار ہے۔ قرآن وحدیث میں واضح خبریں موجود ہیں کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم و نافذ ہو کر رہے گا۔ ان شاء اللہ! ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس اہم ترین ذمہ داری یعنی اقامت دین کی جدوجہد کو ادا کرنے میں ہم کیا کردار ادا کرتے ہیں اور اسی سے متعلق قیامت کے دن ہم سے سوال کیا جائے گا۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کو تھامنے کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اسی کو ترک کر دینے کی وجہ سے ذلیل وخوار کر دے گا۔ انہوں نے وکلاء برادری سے اپیل کی کہ وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلہ پر اپیلوں کی سماعت کے لیے سپریم کورٹ کے شریعت ایپلٹ بینچ کی فی الفور تشکیل کے لیے دباؤ بڑھایا جائے تا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کا جلد از جلد خاتمہ ہو اور ملکی معیشت کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کیا جا سکے۔ اسی طرح ٹرانس جینڈر قانون کے حوالے سے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیلوں کی بھی جلد شنوائی کے لیے دباؤ بڑھایا جائے۔ وکلاء برادری مبارک ثانی قادیانی کے کیس میں بھی سپریم کورٹ کو آئین، قانون اور شریعت کے مطابق معاونت فراہم کرے تا کہ اس فتنے کو بھی جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآن وسنت کی طرف رجوع کریں، اور انہیں اپنا امام بنا کر مملکتِ خداداد پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے اپنا تن من دھن لگا دیں۔

غزہ میں جاری اسرائیلی درندگی کا ذکر کرتے ہوئے امیر تنظیم نے کہا کہ صہیونی، سرزمینِ غزہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اسرائیل گزشتہ سات ماہ سے غزہ پر شدید ترین بمباری کر رہا ہے لیکن مسلمان ممالک کی بزدلی کا عالم یہ ہے کہ بڑھتی ہوئی اسرائیلی درندگی کے خلاف کھل کر آواز بلند کرنے کو بھی تیار نہیں بلکہ اپنی مجرمانہ خاموشی کے ذریعے ناجائز صہیونی ریاست کو ہی تقویت دے رہے ہیں۔ آج امتحان غزہ کے مسلمانوں کا بھی ہے اور باقی امتِ مسلمہ کا بھی ہے۔ اہلِ غزہ تو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اس امتحان میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ باقی امتِ مسلمہ اس امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے اپنے مظلوم اور مجبور فلسطینی بھائیوں کی اس مشکل گھڑی میں عملی مدد کرے۔ انہوں نے کہا کہ وکلاء برادری حکومتِ پاکستان پر فلسطینی مسلمانوں کی عملی مدد کے لیے دباؤ بڑھائے۔ پھر یہ کہ ناجائز صہیونی ریاست کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں جاری مقدمات میں فریق بننے کے حوالے سے حکومتِ پاکستان کو رہنمائی فراہم کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنا دینی فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اُخروی نجات حاصل ہو سکے۔ آمین یارب العالمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

عشرۂ ذُوالحجہ کے فضائل

ڈاکٹر مفتی احمد خان

ماہ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ خصوصی فضیلت کا حامل ہے۔ اللہ رب العزت نے سورۃ الفجر میں کئی چیزوں کی قسم اٹھائی جن میں سے ایک فجر ہے، حضرت ابن عباس، مجاہد اور عکرمہ ؒ فرماتے ہیں اس فجر سے مراد دس ذوالحجہ کی فجر ہے، دوسری چیز جس کی قسم اٹھائی گئی وہ ولیالٍ عشر ہے جس کے بارے میں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں، یہ دس راتیں وہی ہیں جن کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ذکر ہے ،کیوں کہ یہی دس راتیں سال کے ایام میں افضل ہیں۔

امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ذُوالحجہ کے پہلے عشرہ کا تمام دنوں میں افضل ہونا معلوم ہوا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی یہی دس راتیں ذُوالحجہ کی مقرر کی گئی تھیں۔

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کے دنوں میں سب سے افضل ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے دن ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان (ذُوالحجہ کے) دس دنوں کے نیک عمل سے زیادہ محبوب ہو اور پسندیدہ ہو۔'' صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے مگر وہ شخص جو جان اور مال لے کر اللہ کے راستے میں نکلے، پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ آئے (سب اللہ کے راستے میں قربان کردے، اور شہید ہوجائے یہ ان دنوں کے نیک عمل سے بھی بڑھ کر ہے)۔''

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے یہاں (ذوالحجہ کے) دس دنوں کی عبادات سے بڑھ کر عظیم اور محبوب تر کوئی عبادت نہیں۔''

لہٰذا ان مبارک دنوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت بہت لگن اور توجہ کے ساتھ کرنی چاہیے اور ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا اور ذکر وفکر، تسبیح وتلاوت، صدقہ وخیرات اور نیک عمل میں کچھ نہ کچھ اضافہ کرنا اور گناہوں سے بچنا چاہیے اور جہاں تک ہوسکے روزوں کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

9 ذوالحجہ اور اس کے روزہ کے فضائل ومسائل

9 ذوالحجہ کا دن مبارک دن ہے، اس دن حج کا سب سے بڑا رکن وقوفِ عرفہ ادا ہوتا ہے، اور اس دن بے شمار لوگوں کی بخشش اور مغفرت کی جاتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکات سے غیر حاجیوں کو بھی محروم نہیں فرمایا: اس دن روزے کی عظیم الشان فضیلت مقرر کر کے سب کو اس دن کی فضیلت سے اپنی شان کے مطابق مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمایا۔ اللہ رب العزت نے قرآن میں مشھود کا لفظ بیان فرما کر عرفہ کے دن کی قسم اٹھائی۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام دنوں میں سب سے افضل دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ کا دن ہے، اور یہ دن شاہد ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے اور یوم موعود قیامت کا دن ہے۔

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں، اللہ تعالیٰ (اس دن اپنے بندوں کے) قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے ان لوگوں کی بناء پر فخر کرتا ہے اور پوچھتا ہے: یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟''

حضرت مسروق ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سال بھر میں مجھے کوئی روزہ عرفہ کے دن سے زیادہ محبوب نہیں۔''

اس حدیث میں نو ذوالحجہ کے دن کے روزے کی بیش بہا فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ایک روایت میں حضرت ابوقتادہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرفہ (یعنی 9 ذلحجہ) کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ذوالحجہ کا روزہ رکھنا) ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

9 ذوالحجہ کے مسائل

☆ عرفہ کے دن کی فضیلت ہر شخص کو اس ملک کی تاریخ کے اعتبار سے حاصل ہوگی جس ملک میں وہ شخص موجود ہے۔ جیسا کہ عیدالاضحیٰ ہر شخص اپنے ملک کی تاریخ کے اعتبار سے کرے گا اسی طرح عرفہ بھی عیدالاضحیٰ سے ایک دن پہلے شمار ہوگا۔

☆ بعض لوگ عرفہ کے دن کسی ایک مقام پر اکٹھے اور جمع ہونے کو ثواب سمجھتے ہیں اور عرفات میں حاجیوں کے اجتماع کی مشابہت کرتے ہیں۔ اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں بلکہ بے بنیاد اور من گھڑت بات ہے، لہٰذا اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

☆ عشرۂ ذوالحجہ اور نو ذوالحجہ کے روزوں کے مسائل دوسرے نفل روزوں کی طرح ہیں۔

عشرہ ذوالحجہ میں بال اور ناخن کا حکم

حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو، اور تم میں سے کسی کا قربانی کا ارادہ ہو تو وہ جسم کے کسی حصہ کے بال اور ناخن نہ کاٹے۔

☆ بال اور ناخن نہ کاٹنے کا حکم قربانی والے کے لیے ہے۔

☆ یہ مستحب ہے فرض یا واجب نہیں، لہٰذا اگر کوئی اس کی رعایت نہ کرسکا تو گنہگار نہ ہوگا۔

☆ عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

☆ اگر زیر ناف بالوں اور ناخنوں کو چالیس دن یا زیادہ ہو رہے ہوں تو یہ حکم نہیں، صفائی ضروری ہے۔

تکبیر تشریق

تکبیرات تشریق یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

☆ 9 ذوالحجہ کی فجر سے لے کر 13 ذوالحجہ کی عصر تک پانچ دنوں میں تکبیر تشریق کی خاص تاکید اور فضیلت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دنوں میں۔''

☆ ابن شہاب زہری ؒ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ تمام ایام تشریق کے دنوں میں تکبیر پڑھتے تھے۔

☆ حضرت عبید بن عمیر ؒ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرت عمر ؓ عرفہ 9 ذوالحجہ کی فجر سے

ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے۔

☆ امام محمدؒ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ امام ابوحنیفہ ؒ سے ہم نے اور وہ حمادؒ سے اور وہ ابراہیم نخعیؒ سے وہ حضرت علی ؓ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ؓ عرفہ (9 ذوالحجہ) کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے۔

اسی وجہ سے ہمارے فقہاء کے نزدیک تکبیر تشریق 9 ذوالحجہ کی فجر سے لے کر 13 ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔

تکبیر تشریق کے مسائل

☆ یہ تکبیر ہر فرض اور جمعہ کی نماز کے بعد مرد و عورت، مقیم و مسافر، حاجی وغیر حاجی، تنہا اور جماعت سے نماز ایک پر واجب ہے، اور مسبوق ولاحق مقتدی پر بقیہ نماز سے فراغت پر تکبیر کہنا واجب ہے۔

☆ یہ تکبیر مرد درمیانی آواز سے اور عورت آہستہ پڑھے۔ بہت سی خواتین اور مرد حضرات یہ تکبیر نہیں پڑھتے، حالانکہ اس کا پڑھنا واجب ہے۔ اسی طرح بعض مرد حضرات آہستہ یا بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں، یہ دونوں باتیں قابل اصلاح ہیں۔

☆ فرض نماز کے سلام پھیرنے کے فوراً بعد یہ تکبیر پڑھنی چاہیے۔

☆ سلام کے فوراً بعد اگر کوئی یہ تکبیر پڑھنا بھول جائے تو اگر نماز کے خلاف کوئی کام مثلاً بات چیت نہیں کی اور یاد آ گیا تو تکبیر کہہ دینی چاہیے۔

☆ ایام تشریق کی کوئی فوت شدہ نماز اسی سال ایام تشریق کے اندر ہی قضا کرے تو اس نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہنا واجب ہے، البتہ اگر ایام تشریق سے پہلے کی کوئی نماز ان دنوں میں ادا کرے یا ایام تشریق کی فوت شدہ نماز ان دنوں کے گزر جانے بعد قضا کرے تو پھر تکبیر نہ کہے۔

☆ اگر کسی نماز کے بعد امام یہ تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً خود تکبیر کہہ دیں امام کے تکبیر کہنے کا انتظار نہ کریں۔

☆ ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے اور صحیح قول کے مطابق ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا سنت کے خلاف ہے۔

☆ عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی یہ تکبیر پڑھنی چاہیے۔

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(23 تا 29 مئی 2024ء)

جمعرات 23 مئی: مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ 24 مئی: حلقہ کراچی جنوبی کے دعوتی دورہ کے ضمن میں صبح کراچی بار ایسوسی ایشن کے تحت ''قرآن کا پیغام'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی کے اسٹوڈیو میں ''مدرسین ریفریشر کورس'' کے شرکاء کے لیے خطاب ریکارڈ کرایا۔ بعد نماز عصر علماء اور ائمہ مساجد سے گفتگو رہی جس میں ملکی وملی حالات پر تبادلہ خیال ہوا نیز مشترکات پر مل جل کر محنت، منکرات کے خلاف آواز بلند کرنے اور غلبہ دین کی جدوجہد کے لیے تحریک کے راستہ کے حوالہ سے بات ہوئی۔ بعد نماز عشاء کورنگی ٹاؤن کے علاقہ میں ''پاکستان کا اصل مسئلہ اور راہ نجات'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

ہفتہ 25 مئی: بعد نماز فجر حلقہ حیدرآباد کے دعوتی دورہ کے لیے روانگی ہوئی۔ صبح 09:30 بجے مسجد جامع القرآن، حیدرآباد میں علماء اور ائمہ مساجد سے گفتگو رہی۔ مقامی مسائل بالخصوص تعلیمی اداروں میں طلبہ کے مسائل پر تبادلہ خیال ہوا اور مشترکہ طور پر کئے جانے والے امور پر بات ہوئی۔ نیز منکرات کے خلاف احتجاج کرنے اور غلبہ دین کی جدوجہد کے لیے تحریک کے حوالہ سے بھی بات ہوئی۔ دن 11:30 بجے حیدرآباد ڈسٹرکٹ بار کونسل کے تحت ''قرآن کا پیغام'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد نماز عصر مسجد جامع القرآن حیدرآباد میں رمضان المبارک کے دوران دورہ ترجمہ قرآن کے لیے حاضر ہونے والے احباب اور نئے شامل ہونے والے رفقاء سے گفتگو اور سوال جواب کی نشست ۔ بعد نماز مغرب فاطمہ ہال قاسم آباد میں ''ہماری دینی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر جلسۂ عام سے خطاب کیا۔ بعد نماز عشاء مدینہ بینکوئیٹ ہال لطیف آباد کے علاقہ میں ''امت مسلمہ: تصور، مسائل اور فرائض'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

اتوار 26 مئی: صبح 10 بجے مسجد جامع القرآن، حیدرآباد میں چند تاجر حضرات سے ملاقات اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ 11:30 بجے تنظیم اساتذہ پاکستان کے زیر اہتمام مسئلہ فلسطین کے موضوع پر ایک اجتماع میں مختصر خطاب کیا جس میں تنظیم اسلامی کی کاوشوں اور مزید کرنے کے کاموں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد کراچی روانگی ہوئی اور کراچی میں 03:00 بجے قائد جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمان صاحب سے ملاقات ہوئی جس میں ملکی وملی حالات پر گفتگو ہوئی۔ منکرات کے خلاف متحد ہو کر آواز بلند کرنے نیز غلبہ دین کے لیے تحریک کے راستہ کو اپنانے اور باہمی رابطہ برقرار رکھنے کے حوالہ سے تبادلہ خیال ہوا۔ شام کو ایک حج تربیتی سیشن میں گفتگو کی۔

منگل 28 مئی: فلسطین کی موجودہ صورتحال اور کرنے کے مزید کاموں کے حوالہ سے مشاورت کے لیے مرکزی عاملہ کے خصوصی اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ 28 مئی ''یوم تکبیر'' کے حوالہ سے ایک مختصر پیغام ریکارڈ کروایا۔ بعد نماز مغرب میڈیا اینکر اور سابق وزیر مذہبی امور انیق احمد کے اعزاز میں ایک عشائیہ پر علماء کرام سے ملاقات ہوئی اور ملکی وملی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

بدھ 29 مئی: چند تنظیمی امور پر مشاورت کے لیے نائب امیر اور ناظم اعلیٰ صاحبان کے ساتھ آن لائن میٹنگ کی۔ ملتزم تربیتی اجتماع کے لیے بیان کی ریکارڈنگ کرائی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور معمول کے تنظیمی امور انجام دیئے۔ قرآنی نصاب کے حوالہ سے معمول کی سرگرمیاں انجام دیں۔

ذوالحجہ کے دس دنوں کے نیک اعمال

ڈاکٹر فرحت ہاشمی

ہمیں نہیں معلوم کہ اگلے سال ہماری زندگی میں یہ دن آتے بھی ہیں یا نہیں۔ ہم اس سے پہلے ہی نہ دنیا سے چلے جائیں۔ اس لیے بہت ضروری ہے کہ ان دس دنوں میں پلاننگ کریں کہ ہم نے کیا کیا کام کرنا ہے۔ صرف وہ کام کافی نہیں جو ہم روزانہ نیکی کے کام کرتے رہتے ہیں مثلاً روٹین میں نوافل، صدقہ وخیرات کرتے ہیں، وہ نہیں بلکہ مزید بھی کرنا ہے۔ صحابہ کرامؓ اور آئمہ کبار ان دنوں میں انتھک محنت کرتے تھے۔ سعید بن جبیرؒ ذوالحجہ کے دس دنوں میں داخل ہونے کے بعد عبادت میں بہت زیادہ کوشش کرتے تھے۔ یعنی اپنے آپ کو اس طرح تھکا دیتے کہ لگتا کہ اس کے بعد کچھ نہیں کر سکیں گے۔ مطلب یہ کہ آخری درجے تک محنت کرتے تھے۔ ذوالحجہ کے دس دنوں میں کرنے والے نیک اعمال درج ذیل ہیں:

1۔ اللہ کا ذکر: ان دنوں میں سب سے پسندیدہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی دن اللہ کے ہاں ان دس دنوں سے زیادہ افضل نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی دن کا عمل ان دس دنوں کے عمل سے محبوب ہے۔ پس تم ان دس دنوں میں کثرت سے لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھو۔ یعنی تحلیل، تکبیر اور تحمید۔ اس کے لیے یہ کلمہ: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ یہ ان تینوں کلمات کا مجموعہ ہے اور اس میں سبحان اللہ کا اضافہ بھی ہے۔ اسی طرح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد! اس میں بھی یہ تینوں چیزیں آجاتی ہیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ ان دس دنوں میں بازار کی طرف نکل جاتے اور یہ تکبیرات پڑھتے۔ یعنی مل کے بھی پڑھتے۔ لوگ ان کی تکبیر سن کر تکبیر پڑھتے۔ یعنی جو سنتا وہ بھی کہنا شروع کر دیتا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ تکبیرات اونچی آواز سے پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اکثر لوگ گھروں میں گنگناتے رہتے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ گھروں میں اور چلتے پھرتے یہ تکبیرات اونچی آواز سے پڑھیے تاکہ دوسروں کو یاد آجائے۔ اونچی آواز میں پڑھنے کا مقصد یاددہانی ہے تاکہ دوسرے لوگ بھی پڑھنا شروع کر دیں۔ اسی طرح صحیح بخاری میں آتا ہے کہ محمد بن علیؒ نفل نمازوں کے بعد بھی تکبیر کہتے تھے یعنی نفل نمازیں تہجد، چاشت، اشراق وغیرہ کے پڑھنے کے بعد بھی تکبیر پڑھتے۔ اسی طرح عورتیں بھی تکبیرات پڑھتی تھیں۔ عبداللہ بن عمرؓ منیٰ کے ان دنوں میں نمازوں کے بعد، بستر پر، راستے میں اور دن کے تمام حصوں میں تکبیر کہتے تھے۔ یعنی وہ ہر ہر موقع پر کہتے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد! اسی طرح اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلاً بھی آپ پڑھ سکتے ہیں۔ آخر میں اللھم اغفرلی بھی کہہ سکتے ہیں۔

2۔ 9 ذوالحجہ کا روزہ: اس روزہ کی خاص فضیلت ہے۔ اس سے انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور یہ روزہ ایک سال گزرے ہوئے اور ایک سال آنے والے کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی آپ باقی دنوں میں روزے رکھ سکتے ہیں۔ خاص طور پر جن کے روزے رمضان میں رہتے ہوں جو شوال، ذوالقعدہ میں رمضان کے روزوں کی قضا نہیں کر سکے، وہ ان ذوالحجہ میں کر لیں۔ اجر کا اجر ہے اور فرض کی ادائیگی بھی ہو جائے گی۔ شوال کے روزے تو الگ الگ رکھنے پڑتے ہیں لیکن یہ آپ ملا کے بھی رکھ سکتے ہیں کیونکہ یہ پہلے آٹھ دنوں کے روزے مخصوص نہیں ہیں۔ یہ نفلی روزے ہم ثواب کی خاطر رکھتے ہیں لیکن اگر قضا رکھ لیں تو بہت اچھا ہے۔

3۔ قربانی: ان دنوں کا سب سے افضل عمل قربانی ہے۔ اقوال میں تسبیحات ہیں اور افعال میں قربانی ہے۔ امید ہے کہ آپ سب نے قربانیوں کا بندوبست کر لیا ہوگا۔ اگر کوئی شخص الگ الگ نہیں کر سکتا تو شرعی تعلیمات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مل کر بھی قربانی کر سکتے ہیں بہرحال چاہیے کہ غریبوں کی طرف جو گوشت پہنچایا جاتا ہے اس میں انسان اپنا حصہ ڈالے۔

<u>برے اعمال چھوڑنا:</u>

اسی طرح ایک طرف تسبیحات کا اہتمام کرنا ہے اور دوسری طرف کون سے اعمال چھوڑنے ہیں: غیبت، چغلی، طعنہ، فضول میں لغو باتیں، ہنسی مذاق۔ اپنے شر سے دوسروں کو محفوظ رکھنا، اپنی زبان سے دوسروں کو اذیت نہیں دینا۔ بدگمانی، تجسس، ٹوہ نہیں لگانا، عار نہیں دلانا، نفرت اور بغض نہیں کرنا، ظلم نہ کرنا، نہ ہونے دینا۔ کسی کو بے عزت نہ کرنا۔ عار دلانا اور طعنہ دلانے والی عادتوں کو چھوڑنا ہے۔ غصہ نافذ کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود اس کو چھوڑ دینا ہے۔ گالی گلوچ، بدزبانی سے بچنا ہے۔ یعنی مسلمان کو ہر طرح کی اذیت دینے سے بچنا ہے۔ رشتہ داروں سے قطع تعلقی نہیں کرنی، ان کو منانا ہے۔ ظالم رشتہ داروں پر بھی مہربانی کرنی ہے۔ اپنے شر سے پڑوسیوں کو بچانا ہے۔ اپنے ایمان کی تجدید کرنی ہے۔ صبر اور عفو درگزر کرنا ہے اچھا اخلاق اختیار کرنا ہے۔ قیام لمبا کرنا ہے۔ ہو سکے تو تہجد پڑھنا ہے۔ روزہ رکھنا ہے۔ حج کے لیے تو لوگ چلے گئے ہیں ہو سکے تو حج کرنا ہے۔ مالی صدقات میں اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کرنا ہے۔ ناراض رشتہ دار کو تحفہ دینا، اپنے بہن بھائیوں یا دوستوں کی ضروریات پوری کرنا ہے۔ پانی پلانا۔ ایسا صدقہ جو خود کو کسی کا محتاج نہ کرے۔ ناراض لوگوں کی آپس میں صلح کرانا۔ کسی کو خوش کرنا، کسی کی پریشانی دور کرنا۔ پھر اپنے نفس اور خواہش سے جہاد کرنا۔ صدقہ وخیرات میں کھانے پینے اور دیگر چیزوں کے علاوہ اچھی کتابیں اچھے پمفلٹس اور خصوصاً اس موضوع کی آگاہی لوگوں میں پیدا کرنی ہے۔ قرآن کی تلاوت بھی عام روٹین سے زیادہ کرنی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کینٹ میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال، تعلیم CA Inter، پابند صوم وصلوٰۃ کو ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0331-5122671

☆ تنظیم اسلامی، کوٹ ادو کے ملتزم رفیق کو اپنے کزن، عمر 46 سال، تعلیم گریجوایٹ، ذاتی زمینیں اور مویشی فارم کے مالک کو دوسری شادی کے لیے 30 سال عمر تک کی پڑھی لکھی خاتون کا ضلع مظفر گڑھ اور ملتان سے رشتہ درکار ہے۔ پہلی بیوی موجود ہے، اس سے چار بیٹیاں ہیں۔ اولاد نرینہ کی خواہش ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4669966

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

امیر محترم کے حلقہ کراچی جنوبی کے دعوتی دورہ کی روداد

امیر محترم نے 24 مئی 2024ء کو حلقہ کراچی جنوبی کا دعوتی دورہ کیا۔ دورہ کے دوران امیر محترم نے درجہ ذیل پروگراموں میں شرکت کی۔

1- سندھ بار کراچی ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام پروگرام سے امیر محترم کا خطاب:

24 مئی بروز جمعہ صبح 10:00 تا 11:00 بجے مذکورہ نشست رکھی گئی تھی۔ اس کے انعقاد کے لیے مقامی امیر کورنگی غربی ایڈوکیٹ سعید الرحمٰن صاحب نے انتہائی کوشش فرمائی۔ کراچی بار میں بینرز، ہینڈ بلز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ بھرپور تشہیر کا اہتمام کیا گیا۔ امیر محترم کے ہمراہ نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان نعمان اختر صاحب، قائم مقام امیر حلقہ کراچی جنوبی محمد عابد خان صاحب اور ناظم نشر واشاعت حلقہ کمانڈر سرفراز احمد صاحب موجود تھے۔

بار کے اراکین نے امیر محترم کا پرتپاک استقبال کیا اور سندھی روایت کے مطابق امیر محترم اور نائب ناظم اعلیٰ جنوبی زون کو اجرک پہنائی۔ بعد ازاں بار کے اراکین سے تعارف کرایا گیا۔ اس کے بعد امیر محترم کو جناح آڈیٹوریم میں کثیر تعداد میں موجود وکلاء سے ''قرآن کا پیغام'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں (علیہم السلام) کو 'کتاب' اور 'میزان' دے کر بھیجا تاکہ لوگوں میں نظام عدل وقسط قائم کیا جائے۔ عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے، پاکستانی معاشرے کی اساس عدل وقسط پر قائم کی جائے۔ وکلاء برادری نے جنرل پرویز مشرف کے دور میں چیف جسٹس افتخار چودھری کی بحالی کے لیے احتجاج شروع کیا جو بعد ازاں تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔ اس تحریک کے ذریعہ وہ اپنے مطالبات منوانے میں کامیاب ہوئے۔ وکلاء پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے بھی تحریک چلائیں۔ علاوہ ازیں دستور میں جو شقیں اسلامی نظام سے متعلق ہیں ان کی دیگر شقوں پر بالادستی کے لیے دلائل فراہم کریں۔ اس پروگرام میں 100 سے زائد وکلاء شریک ہوئے۔ امیر محترم کی جانب سے کراچی بار کے صدر عامر نواز وڑائچ صاحب اور ان کے نائبین کو چار سیٹ تحفتاً پیش کیے گئے جس میں بانی محترمؒ کی دو کتب ''قرآن حکیم اور ہم اور رسول اکرم ﷺ اور ہم'' موجود تھیں۔ دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

2- خطاب جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس:

ہر ماہ کے دوسرے اور چوتھے جمعہ کو امیر محترم مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں خطاب جمعہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے سورۃ آل عمران کی آیات 14 تا 18 کے ذیل میں ''مرغوبات دنیا اور طالب آخرت'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

خطاب جمعہ کے آخر میں حالات حاضرہ پر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ وہ شخص کون تھا جس نے ڈی چوک میں مظاہرین پر کئی مرتبہ گاڑی چڑھائی اور دو افراد کو کچل کر شہید جبکہ کئی کو زخمی کر دیا۔ پولیس وقوعہ پر خاموش تماشائی کیوں بنی رہی۔ ڈی چوک کے گرد ونواح کی سٹریٹ لائٹس اور سی سی ٹی وی کیمرے کس کے کہنے پر بند کیے گئے۔ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب فلسطینی مسلمانوں کے لیے درد دل رکھنے والے ہر پاکستانی کو مطلوب ہے۔

3- علماء کرام کے ساتھ نشست:

امیر محترم کی ائمہ مساجد اور علماء کرام سے بعد نماز عصر تا مغرب غیر رسمی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں ڈیفنس، کلفٹن، سوسائٹی اور کورنگی سے تعلق رکھنے والے 15 علماء و آئمہ مساجد موجود تھے۔ علاوہ ازیں اہل الحدیث اور حنفی (بریلوی) مسلک کے علماء بھی شامل تھے۔ اولاً علماء نے باہم تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں امیر محترم نے علماء کرام کے سامنے امت کی زبوں حالی، نوجوان نسل میں بڑھتا ہوا الحاد، مقتدر طبقات کی دین دشمنی اور علماء کی ذمہ داری پر اپنا دردِ دل رکھا اور علماء کرام سے قابل توجہ امور کے حوالے سے اصلاح و راہنمائی فرماتے رہنے کی استدعا فرمائی۔ علماء کرام نے اس قسم کی ملاقات پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور آئندہ بھی روابط جاری رکھنے کا اظہار فرمایا۔ ائمہ کرام کو بانی محترمؒ کی کتابوں کا ہدیہ بھی پیش کیا گیا۔

4- خطاب عام راج محل بینکوئیٹ:

کورنگی نمبر ڈھائی میں واقع راج محل بینکوئیٹ میں بعد نماز عشاء امیر محترم کا خطاب عام بعنوان ''پاکستان کا اصل مسئلہ اور راہ نجات'' رکھا گیا تھا۔ ناظم پروگرام مقامی امیر کورنگی وسطی ڈاکٹر اسرار علی اور ان کی ٹیم نے اس پروگرام کے انعقاد میں انتہائی محنت کی۔ بینرز، ہینڈ بل، سوشل میڈیا، پیڈسٹرین برج پر بینرز کے ذریعہ بھرپور تشہیر کی گئی۔ مجلس کا آغاز حافظ ریان بن نعمان صاحب کی سورۃ الانفال آیات 24 تا 28 کی خوبصورت تلاوت سے ہوا۔ حافظ ثوبان بن نعمان صاحب نے کلام ''اے خاصا خاصان رسل وقت دعا ہے'' سے بھی شرکاء کے دلوں کو گرمایا۔ بعد ازاں امیر محترم نے ''پاکستان کا اصل مسئلہ اور راہ نجات'' کے عنوان پر مفصل خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ ہم کتاب اللہ کے ماننے والے ہیں اپنے مسائل اور مصائب کا حل تلاش کرنے کے لیے مادی علم کو روحانی علم (وحی) کے تابع رکھ کر غور کرنا چاہیے۔ از روئے قرآن بہت سی قوموں کا زوال اخلاقی اور دینی اعتبار سے بگاڑ کی وجہ سے ہوا ہے۔

ہمیں غور کرنا چاہیے کہ کیا ہم صرف دنیاوی ترقی اور خوشحالی کے طلب گار ہیں یا آخرت میں بھی کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ یقیناً آپ کا اور میرا اصل مسئلہ آخرت کا ہے۔ اصل زندگی آخرت کی ہے۔ اور آخرت میں کامیابی اسی کو ملے گی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری کریں گے۔ اس وقت پورا ملک بے چینی و بے قراری کا شکار ہے، اخلاقی گراوٹ کی انتہا ہے، خیر وبرکت اُٹھ چکی ہے۔ یہی خطۂ زمین جو دوسرے علاقوں کو غلہ فراہم کرتا تھا خود دانے دانے کے لیے ترس رہا ہے۔ جھوٹ، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت، گالم گلوچ عام ہے۔ چوری اور ڈاکے کی وارداتیں روزمرہ کا معمول بن چکی ہیں۔ شادی بیاہ اور گھروں میں عریانی بے حیائی کے دردناک مناظر ہیں۔ گھروں میں دفاتر میں باہمی اُلفت ومحبت اور اتحاد دکھائی نہیں دے رہا۔ اربوں روپے کی کرپشن کی

جارہی ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ لوگوں کی نجی زندگی کو منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ عوام الناس خودکشیاں کر رہے ہیں۔ بچے والدین کے نافرمان ہیں۔ آئین کی سطح پر منافقت کا یہ عالم ہے کہ مقدس عبارت لکھی ہے حاکمیت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون سازی اس ملک میں نہیں کی جائے گی۔ ساتھ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بھی ایک شق ہے جیسے دوسری شقیں ہیں اس کی دیگر دفعات پر کوئی بالادستی نہیں ہے۔ ہمارے ایمان کا یہ حال ہے کہ بستر سے اُٹھ کر مصلّی پر کھڑا نہیں کر رہا اور تمنا ہے کہ فلسطین میں شہید ہو جائیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں بلکہ اس میں مزید پیش قدمی کر رہے ہیں۔ کیا یہ سب عذاب الٰہی کی شکلیں نہیں؟ اللہ کی کتاب بتاتی ہے کہ جو تم پر مصیبتیں آتی ہیں تمہارے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے آتی ہیں۔

ہمارے نزدیک ان تمام مسائل کا ایک ہی حل ہے اور وہ ہے سچی توبہ۔ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں، اس کی طرف پلٹیں، نافرمانی سے اطاعت کی طرف پلٹیں، گناہوں سے نیکیوں کی طرف آئیں۔ جس سطح پر دین پر عمل ممکن ہے فوراً عمل شروع کر دیں، جہاں عمل نہیں کر سکتے وہاں مل جل کر منظم جدوجہد کریں۔ انقلاب کے لیے تحریک کے راستے کو اپنائیں۔ چہروں کو بدلنے کی بجائے نظام کو بدلنے کی فکر کریں۔ اس تحریک کے راستے کو اپنا کر ہم پہلے اپنے عقیدہ کا دفاع کر چکے ہیں۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ شریعت کے نفاذ کے لیے بھی اس طریقہ کار کو اپنائیں۔ قیام پاکستان کے وقت اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے وفا کریں۔ پاکستان کا قیام ایک نظریہ کی بنیاد پر ہوا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ! کا نعرہ لگایا تھا۔ ہماری زبان، لباس، رہن سہن، کلچر کتنے مختلف تھے ہمیں جوڑنے والی شے صرف ایک نظریہ تھا۔ اگر ہم اس مبارک جدوجہد کا حصہ بنتے ہیں تو اسی میں ہمارے ملک و وطن کی بہتری ہوگی دنیا میں بھی خوشحالی آئے گی اور سب سے بڑھ کر اسی جدوجہد کو کرنے کے نتیجہ میں ہم آخرت میں سرخرو ہوسکیں گے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

تنظیم اسلامی کی دعوت بھی یہی ہے۔ تنظیم اسلامی کا پیغام خلافت راشدہ کا نظام۔ ہم نہ ووٹ مانگتے ہیں نہ نوٹ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اولاً پاکستان اور بالآخر ساری دنیا میں اسلام کو حقیقی معنوں میں اسلام کے طور پر پیش کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ آپ سب کو اس مبارک جدوجہد میں ہمارا مدد و معاون بننے کی دعوت دیتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں واضح خبریں موجود ہیں کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم و نافذ ہو کر رہے گا۔ ان شاء اللہ! ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس اہم ترین ذمہ داری یعنی اقامت دین کی جدوجہد کو ادا کرنے میں ہم کیا کردار ادا کرتے ہیں اور اسی سے متعلق قیامت کے دن ہم سے سوال کیا جائے گا۔ اللہ ہمیں اس کی تیاری کی توفیق نصیب فرمائے۔

پروگرام میں تقریباً 1200 حضرات و 400 خواتین نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں مزید آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(رپورٹ: ناظم نشر و اشاعت، حلقہ کراچی جنوبی)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت محترم وسیم احمد کی ہمشیرہ اور بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دیرینہ ساتھی اور امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے مشیر خصوصی قمر سعید قریشی صاحب کی بہو قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-4590090

☆ حلقہ کراچی شمالی، ناظم آباد کے معتمد جناب ثاقب حسین کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-8524178

☆ تنظیم اسلامی بہاولپور کے امیر محترم قاری محمد ندیم کی ممانی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-5420904

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

جدید معاشی اصطلاحات میں بھی Interest اور Usury میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تمام مستند ڈکشنریوں میں دونوں کا مفہوم سود ہی بیان کیا گیا ہے۔ اگر کوئی فرق ہے تو وہ صرف شرح سود کا ہے' اس لیے کہ Usury میں شرح سود نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ چار ہزار سال پہلے کے قانونِ حمورابی سے لے کر آج تک یوژری اور انٹرسٹ ایک ہی سمجھے گئے ہیں۔ شرح سود مختلف ادوار اور مختلف ممالک میں 2 فیصد سے لے کر 60 فیصد بھی رہی ہے اور محض شرح سود کے فرق سے ایک کو جائز اور دوسرے کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 769 دن گزر چکے!

انفرادی دعوت/حلقہ قرآنی کے تجربات

راقم کا ایک حبیب محترم تسلیم الرحمٰن صاحب جو کہ اب رفیق تنظیم بھی بن چکا ہے، مطالعے کا بہت شائق تھا، راقم کا تقریباً 8، 10 سال تک حبیب رہا۔ راقم نے ہر طرح سے کوشش کی لیکن تنظیم میں آنے سے کتراتا رہا۔ راقم اسے تنظیم کی دعوت دیتا رہا اور تنظیمی لیٹریچر پڑھواتا رہا۔ اس سلسلے میں بہت کوشش کی لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا تھا۔ تاہم راقم نے اپنی کوشش جاری رکھی، کیونکہ وہ راقم کا دوست بھی تھا اور ہے۔ لہٰذا راقم کوشش کرتا رہا کہ اسے تنظیمی اجتماعات میں مدعو کرے۔ حتیٰ کہ اسے سالانہ اجتماع میں بھی ساتھ لے گیا۔ اس دوران وہ اللہ کی طرف سے امتحان سے بھی دوچار ہوا کہ بارش اور طوفان نے آگھیرا۔ لیکن راقم اسے یہ بات سمجھاتا رہا کہ یہ امتحان آتے رہتے ہیں۔ ہم نے تو چونکہ اللہ کے راستے میں جان دینی ہے یہ تو تھوڑی تکلیف کی بات ہے۔ پھر راقم اس کے کچھ گھریلو مسائل جانتا رہا اور اس میں ان کی مشوروں اور کچھ امداد کے ذریعے مدد کرتا رہا۔ یعنی کچھ عرصہ میں تنظیم کی بات کے ساتھ ساتھ اس کے مزاج کی باتیں کرتا رہا اور کچھ اپنا کردار بھی پیش کرتا رہا۔ اسی طرح جب راقم سمجھا کہ اب وہ کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موم ہوگیا ہے تو پھر اسے دعوت تنظیم دی تو اس نے کہا کہ لگتا ہے کہ آپ مجھے چھوڑ نہیں رہے۔ جس پر راقم نے کہا وہ تو مومن نہیں ہوسکتا کہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہو وہ اپنے دوست اور بھائی کے لیے نہ پسند کرے۔ تو اللہ کے فضل سے کوئی 8، 10 سال کے عرصے کے بعد اس نے خود کہا کہ اب میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا اب وہ ہمارا رفیق ہے۔ بیعت کرنے کے بعد وہ ضلع خیبر (لنڈی کوتل) معاش کے سلسلے منتقل ہوگیا۔ جس کی وجہ سے وہ فی الحال اتنا فعال تو نہیں لیکن اللہ کے فضل سے رفیق ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت نصیب فرمائے۔ تجربہ کے لحاظ سے شیطان نے کئی دفعہ راقم کو مایوس کیا کہ اب اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ لیکن راقم جو اللہ کے فضل سے تنظیمی تربیت سے گزرا تھا اور مایوسی کو نزدیک نہیں لایا اور کامیابی بس اپنی مسلسل کوشش کو سمجھتا رہا اور اللہ سے دعائیں کرتا رہا۔

لہٰذا راقم کے خیال میں ہمیں ذمہ داری صرف اپنی پرخلوص کوششوں کو ہی تصور کرنا چاہیے پھر مایوسی نہیں ہوگی۔ باقی نتائج اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔ (رپورٹ: شمیم خٹک، امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

ایک فلسطینی شہید بچے کی وصیت

اصل وصیت (عربی متن)

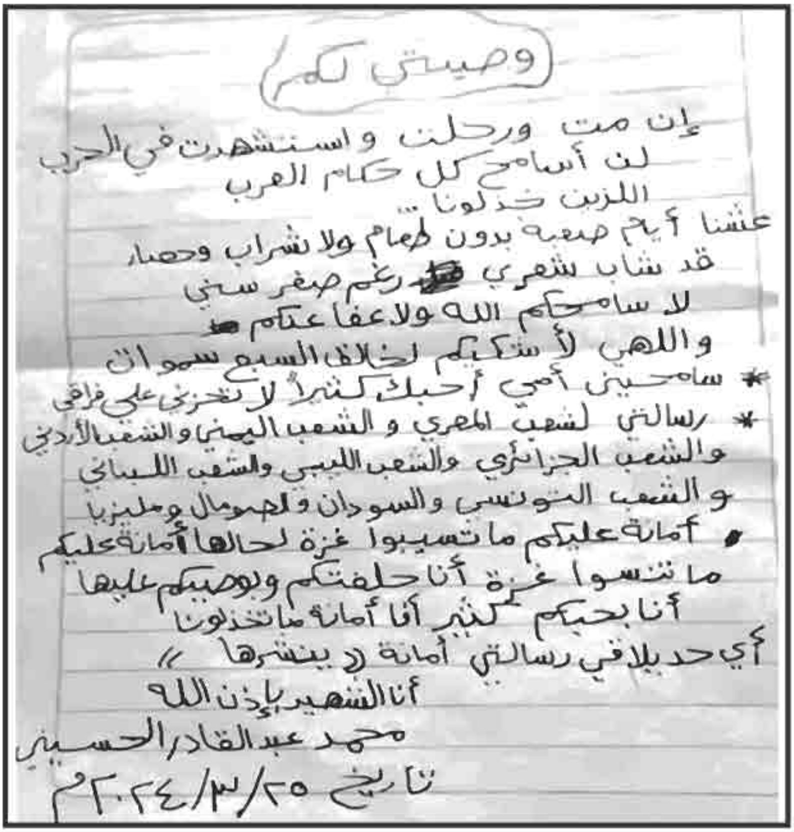

وصيتي لكم

إن مت ورحلت واستشهدت في الحرب
لن أسامح كل حكام العرب
اللذين خذلونا...
عشنا أيام صعبة بدون طعام ولا شراب وحصار
قد شاب شعري رغم صغر سني
لا سامحكم الله ولا عفا عنكم
واللهي لأشكيكم لخالق السبع سموات
* سامحيني أمي أحبك كثيراً لا تحزني على فراقي
* رسالتي لشعب المصري والشعب اليمني والشعب الأردني
والشعب الجزائري والشعب الليبي والشعب اللبناني
والشعب التونسي والسودان والصومال وماليزيا
• أمانة عليكم ما تسيبوا غزة لحالها أمانة عليكم
ما تنسوا غزة أنا حلفتكم وبوصيكم عليها
أنا بحبكم كثير أنا أمانة ما تخذلونا
أي حد بلاقي رسالتي أمانة يد بنشرها
أنا الشهيد بإذن الله
محمد عبد القادر الحسيني
تاريخ ٢٥/٣/٢٠٢٤م

وصیت کا اردو ترجمہ

غزہ کا ایک بچہ "محمد عبد القادر الحسینی" شہید ہوتا ہے اور شہادت سے پہلے ایک وصیت لکھ کر چھوڑتا ہے۔۔۔ اس وصیت کا ایک ایک لفظ ایٹم بم ہے اگر دل میں ایمان اور احساس باقی ہو۔

حسینی بچہ لکھتا ہے:

"اگر میں اس جنگ میں شہید ہو جاؤں اور دنیا سے چلا جاؤں تو میں عرب (اور مسلم) حکمرانوں کو ہرگز معاف نہیں کروں گا جنہوں نے ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے۔

ہم نے بہت مشکل دن گزارے، بغیر کھانے پینے اور محاصرے میں۔۔۔ کم عمری کے باوجود میرے بال سفید ہو گئے۔

اللہ تمہیں معاف نہ فرمائے، تم سے درگزر نہ فرمائے۔

اللہ کی قسم! میں سات زمینوں اور آسمانوں کے خالق سے تمہاری شکایت کروں گا۔

میری ماں! مجھے معاف کرنا، میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں، میری جدائی پر غم نہ کرنا۔

(تمام عرب عوام کے نام لیتے ہوئے لکھا کہ)

"غزہ تمہارے پاس امانت ہے، غزہ کو اپنے حال پر نہ چھوڑنا۔۔۔ غزہ کو نہ بھولنا، میں تمہیں قسم دیتا ہوں اور اس کی وصیت کرتا ہوں۔ مجھے تم سب سے محبت ہے، بہت زیادہ۔ پس تم ہمیں بے یار و مددگار مت چھوڑو۔ میرا خط امانت ہے، اسے بھلا مت دینا۔"

میں شہید ہوں۔ ان شاء اللہ

عبد القادر الحسینی

Israel Massacres Children, Which the Western Press Says Is Fine

By Caitlin Johnstone

Israel has not only completely disregarded the orders of the International Court of Justice to cease its assault on Rafah as we expected it to do, but has actually ramped up its ruthlessness as though trying to make a point. There were reportedly more than 60 Israeli airstrikes on the southernmost city in the Gaza strip in the 48 hours after the ICJ ruling, including a horrifying massacre on a displacement camp full of civilians in tents.

Israeli air strikes have killed at least 35 Palestinians and wounded dozens in an area in the southern Gaza Strip city of Rafah designated for the displaced, Palestinian health and civil emergency service officials said. Gaza's Health Ministry said women and children made up most of the dead and dozens of wounded. The strike took place in Tel Al-Sultan neighborhood in western Rafah on Sunday, where thousands of people were taking shelter after many fled the eastern areas of the city where Israeli forces began a ground offensive over two weeks ago.

The video footage coming out about this massacre is extremely graphic and will stay with you for the rest of your life if you choose to watch it. It shows charred and dismembered bodies, and small children whose heads are totally or partly missing. On social media I've seen numerous people observing that the lies about Hamas beheading babies on October 7 have been used by Israel to justify atrocities in which actual babies are really being beheaded.

Electronic Intifada's Ali Abunimah notes that this was at a camp which just days ago Israel had told civilians was a safe zone that they should move to. The Gaza media office reports that the attack took place next to an UNRWA logistics base, which is about as clear an answer to the UN court's order to cease its genocidal massacres in Rafah as you could possibly ask for. As the American civil rights activist Maya Angelou once said, when someone shows you who they are, believe them.

This happens to have occurred at precisely the same time viral attention is coming to **an article The Atlantic published a few days ago which includes the assertion that killing children is legally permissible under certain circumstances.** Writing that allowing journalists into Gaza would be a "risk" for Israel because "war is ugly", The Atlantic's Graeme Wood uses the phrase "legally killed child" to argue that journalistic footage of dead children which Israel killed lawfully would still be damaging to Israeli PR interests. "To rebut Hamas's allegations by letting journalists see the war up close would be a calculated risk," Wood writes. "Even when conducted legally, war is ugly. It is possible to **kill children legally**, if for example one is being attacked by an enemy who hides behind them. But the sight of a **legally killed child** is no less disturbing than the sight of a murdered one."

Think about the kind of worldview which could publish something like that. This made it through the entire editing process in a mainstream liberal publication. Anyone who's been following the Gaza genocide on social media today will be seeing this phrase **"legally killed child"** alongside footage of children ripped apart by Israeli military explosives in a civilian displacement camp — a pairing which, if you have a beating heart in your chest and a functioning empathy center in your brain, will spark a very special kind of rage inside you.

The way these two points dance together just says so much about what we're dealing with here, when you take a step back and really look at it. It says so much about Israel. It says so much about western civilization. It says so much about the western press in general and liberal war propaganda rags like The Atlantic in particular. It says so much about the kind of mainstream political worldview which could allow for such a thing to exist. And it says we live in a civilization that has gone completely, utterly insane.

Courtesy: *Caitlin's Newsletter*

Link: *https://www.caitlinjohnst.one/p/israel-massacres-children-which-the*

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.22

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore